مختصر زاد الاتقیاء

من قصص الرسل والأنبیاء

ترتیب وتدوین: فضیلۃ الشیخ ہیثم بن محمد سرحان حفظہ اللہ

مسجدِ نبوی ﷺ میں معہد الحرم کے سابق مدرس، اور **معہد السنۃ** کے نگراں

اللہ تعالٰی مؤلفِ محترم، ان کے والدین، اور اس کتاب کی اشاعت وترویج میں تعاون کرنے والے تمام افراد کی مغفرت فرمائے۔

ترجمہ: **محمد وسیم**

پہلی اشاعت

https://mahadsunnah.com

مقدمہ

إنَّ الحمد لله، نحمده ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.

أمابعد؛ یہ رسالہ ''زاد الأتقياء من قصص الرسل والأنبياء'' نامی کتاب کا مختصر خلاصہ ہے، اس میں ہم نے تفصیلی واقعات بیان کرنے کے بجائے صرف ان انبیاء علیہم السلام کا مختصر تعارف اور خلاصہ پیش کیا ہے جن کا ذکر قرآنِ کریم میں آیا ہے۔

ہم اللہ حی و قیوم سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کاوش کو صرف اپنی رضا کے لئے خالص بنائے، اور اسے پڑھنے والے، لکھنے والے اور اس کی تیاری میں تعاون کرنے والے سب کے لئے نفع بخش بنائے، بے شک وہی اس کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے۔

نیز مخلوق میں سب سے افضل، محمد بن عبد اللہ ﷺ پر، تمام انبیاء و رسل پر، آپ ﷺ کی آل و عیال، صحابۂ کرام اور قیامت تک آپ کی پیروی کرنے والوں پر اپنی رحمت، سلامتی اور برکتیں نازل فرمائے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

فائدہ:

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب «الفوائد» (56/1) میں فرماتے ہیں: ''اے کمزور ارادے والے! تم کہاں ہو؟ یہ راستہ ایسا راستہ ہے جس میں آدم علیہ السلام نے مشقت اٹھائی، نوح علیہ السلام اس کی خاطر روئے، خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا، اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لیے لٹایا گیا، یوسف علیہ السلام کو معمولی قیمت کے بدلے فروخت کر دیا گیا اور کئی سال قید خانے میں رہے، زکریا علیہ السلام کو آری سے چیر دیا گیا، اللہ کے برگزیدہ اور پاک دامن بندے یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کر دیا گیا، ایوب علیہ السلام نے سخت تکلیفیں برداشت کیں، داؤد علیہ السلام نے حد سے بڑھ کر گریہ وزاری کی، عیسیٰ علیہ السلام نے وحشی جانوروں کے ساتھ زندگی گزاری، اور محمد ﷺ نے غربت اور طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کیا۔ تو کیا تم کھیل کود اور لہو ولعب میں مشغول رہ کر اپنے آپ پر ناز کرتے ہو؟''!

انبیائے کرام کا خلاصہ جن کا ذکر آئے گا:

	نبی	لقب	قوم	کتاب	قرآن میں تذکرہ
۱	آدم	ابوالبشر	-	-	۲۵ بار
۲	شیث	-	-	-	۰
۳	إدريس	-	-	-	۲ بار
۴	نوح	انسانیت کے دوسرے باپ	-	-	۴۳ بار
۵	هود	-	عادِاولی	-	۴ بار
۶	صالح	-	ثمود	-	۹ بار
۷	إبراهيم	ابوالانبیاء، خلیل اللہ	بابل، شام	صحیفے	۶۹ بار
۸	لوط	-	اہلِ سدوم	-	۲۷ بار
۹	شعيب	خطیب الانبیاء	اہلِ مدین	-	۱۱ بار
۱۰	إسماعيل	ذبیح اللہ	اہلِ مکہ	-	۱۲ بار
۱۱	إسحاق	-	اہلِ شام	-	۱۷ بار
۱۲	يعقوب	اِسرائیل	اہلِ شام	-	۱۶ بار
۱۳	يوسف	صدیق، کریم بن کریم بن کریم بن کریم	اہلِ مصر (قبط)	-	۲۷ بار
۱۴	أيُّوب	صابر	اہلِ حوران	-	۴ بار
۱۵	ذُو الكِفل	-	-	-	۲ بار

	نبی	لقب	قوم	کتاب	قرآن میں تذکرہ
۱۶	یونس	ذوالنون، صاحب الحوت	اہلِ نینویٰ	-	۴ بار
۱۷	موسیٰ	کلیم اللہ	قبطی، بنی اسرائیل	تورات، صحیفے	۱۳۶ بار
۱۸	ھارون	-	بنی اسرائیل	-	۲۰ بار
۱۹	یوشع	فتیٰ موسیٰ	-	-	۰
۲۰	خضر	نیک بندے	-	-	۰
۲۱	حزقیل	-	بنی اسرائیل	-	۰
۲۲	إلیاس	-	بنی اسرائیل - اہلِ بعلبک	-	۲ بار
۲۳	شموئیل	-	بنی اسرائیل	-	-
۲۴	الیسع	-	بنی اسرائیل	-	۲ بار
۲۵	داؤد	خلیفۂ ثانی	بنی اسرائیل	زبور	۱۶ بار
۲۶	سلیمان	نبی و بادشاہ	بنی اسرائیل، اہلِ سبا	-	۱۷ بار
۲۷	زکریا	-	بنی اسرائیل	-	۷ بار
۲۸	یحییٰ	-	بنی اسرائیل	-	۵ بار
۲۹	عیسیٰ	کلمۃ اللہ، روح اللہ، مسیح	بنی اسرائیل	انجیل	۲۵ بار
۳۰	محمد ﷺ	الصادق الامین، نبی الامیین....	تمام جن وانس	قرآن عظیم	۴ بار

پہلے نبی: حضرت آدم علیہ السلام

لقب:	**ابوالبشر؛** اللہ نے انہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ان میں اپنی روح پھونکی۔
بیوی:	**حضرت حوّا؛** اللہ نے انہیں حضرت آدم کی پسلی سے پیدا کیا، ان دونوں کا نکاح تاریخِ انسانی کا پہلا نکاح تھا۔
دشمن:	**ابلیس؛** وہ ایک لمحے کے لیے بھی فرشتوں میں شامل نہیں تھا، بلکہ جنّوں میں سے تھا۔
اولاد:	اللہ عزوجل نے ان کے دو بیٹوں کا واقعہ بیان فرمایا ہے، جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا تھا، حدیث کے مطابق، ہر بیٹے کی ایک جڑواں بہن بھی تھی۔ اسلاف کے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو شیث عطا فرمایا تھا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کے علاوہ بھی ان کی کوئی اولاد تھی یا نہیں۔
مقام:	اللہ نے حضرت آدم اور حضرت حوّا کو جنت میں پیدا کیا، پھر انہیں زمین پر اتار دیا۔
نبوت:	وہ پہلے نبی تھے جنہیں اللہ نے دنیا میں بھیجا، جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِن قَبْلُ﴾ [طه: 115] اور ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا۔
اللہ کی طرف سے عزت و مقام:	• ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ [ص: 75] جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا، ﴿سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي﴾ [الحجر: 29] جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں، «خَلَقَ اللهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ» اللہ تعالیٰ نے آدم کو ان کی صورت پر پیدا کیا۔ [متفق علیه] • ﴿وَقُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُواْ لِءَادَمَ﴾ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ یہ سجدۂ تعظیمی تھا، سجدۂ عبادت نہیں۔ • ﴿جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ زمین میں ایک جانشین بنانے والا ہوں۔ • ﴿ٱسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ ٱلْجَنَّةَ﴾ تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔ • ﴿وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلْأَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ اور اللہ نے آدم کو تمام نام سکھا دئے۔ • ﴿فَتَلَقَّىٰٓ ءَادَمُ مِن رَّبِّهِۦ كَلِمَٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ [البقرة: 37] پھر آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھ لئے، تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ • ﴿إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰٓ ءَادَمَ﴾ [آل عمران: 33] بے شک اللہ نے آدم کو چن لیا۔ • قیامت کے دن شفاعت کے لئے لوگ سب سے پہلے انہی کے پاس آئیں گے۔ [متفق علیه]
ان کا ذکر:	قرآن میں ۲۵ بار آیا ہے، ان کا قصہ قرآن مجید میں بیان کیا جانے والا سب سے پہلا قصہ ہے۔
وفات:	حضرت آدم علیہ السلام نے ہزار سال کی عمر پائی، پھر ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت آدم اور حضرت نوح کے درمیان آنے والے انبیاء

شیث علیہ السلام:	نام کا مطلب:	کہا جاتا ہے کہ ''شیث'' کا مطلب اللہ کا عطیہ ہے۔
	والد:	**حضرت آدم علیہ السلام**؛ آپ ان کے بیٹے اور ان کے جانشین تھے۔
	نبوت:	سیرت نگاروں کے ہاں مشہور ہے کہ آپ نبی تھے، تاہم آپ کا ذکر قرآن مجید یا کسی صحیح حدیث میں نہیں آیا۔

ادریس علیہ السلام:	نام اور زمانہ:	اہلِ سیر کے ہاں مشہور ہے کہ آپ کا نام ''خنوخ'' تھا اور آپ نوح علیہ السلام کے پَردادا تھے، اہلِ کتاب بھی انہیں اسی نام سے جانتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے تھے، ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔
	صفات اور خصوصیات:	• کہا جاتا ہے کہ آپ سب سے پہلے قلم سے لکھنے والے شخص تھے، یعنی قلم کے ذریعے لکھنے کا آغاز انہی سے ہوا۔ • ﴿إِنَّهُۥ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا﴾ [مریم: 56] بے شک وہ انتہائی سچے اور نبی تھے۔ علامہ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریسؑ کے لئے صدّیقیت اور نبوّت دونوں کو جمع فرمایا؛ صدّیقیت میں کامل تصدیق، کامل علم، پختہ یقین اور نیک عمل شامل ہیں، جبکہ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی و رسالت کے لئے انتخاب کا نام ہے۔ • ﴿مِّنَ ٱلصَّٰبِرِينَ﴾ [الانبیاء: 85] وہ صبر کرنے والوں میں سے تھے۔ ﴿مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾ [الانبیاء: 86] وہ نیک بندوں میں سے تھے۔ • ﴿وَرَفَعْنَٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ [مریم: 57] اور ہم نے انہیں ایک بلند مقام عطا فرمایا۔ بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ مراد لی ہے کہ حضرت ادریسؑ وفات نہیں پائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔ تاہم حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (6/373) میں فرمایا کہ اس بارے میں کوئی ایسی صحیح روایت موجود نہیں جو اس قول کی تائید کرتی ہو۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ آیت میں بلند مقام سے مراد مقام و مرتبے کی بلندی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کے درمیان بلند مرتبہ عطا فرمایا، جو کہ مقام نبوت ہے۔
	ذکر:	ادریس علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں دو بار آیا ہے؛ سورۃ الانبیاء اور سورۃ مریم میں۔

پہلے رسول: حضرت نوح علیہ السلام

نام ونسب:	آپ کا نام **نوح بن لامک بن متوشلخ** تھا، آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی نسل سے تھے۔
زمانہ:	حاکم اور ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان کتنا عرصہ تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دس قرون۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس زمانے کے لوگ سب اسلام پر تھے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں قرن سے مراد نسل یا ایک مدت ہے۔ ان لوگوں میں شرک کی ابتدا نیک لوگوں کے بارے میں غلو سے ہوئی، پھر رفتہ رفتہ وہ ان کی عبادت کرنے لگے۔
القاب:	• **پہلے رسول:** ﴿كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ﴾ [النساء: 29] جیسے نوح اور ان کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف وحی کی۔ متفق علیہ حدیث میں ہے: «اے نوح! آپ زمین والوں کی طرف بھیجے گئے سب سے پہلے رسول ہیں»۔ • **اولوالعزم میں سے:** ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ [الاحقاف: 35] پس آپ صبر کریں جیسے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔ • **انسانیت کے دوسرے باپ:** ﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ﴾ [الصافات: 77] اور ہم نے ان کی ذریّت ہی کو باقی رہنے والا بنایا۔
بعثت کی مدت:	﴿فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا﴾ [العنكبوت: 14] وہ ان میں پچاس کم ایک ہزار سال رہے۔ اس طویل مدت کے دوران ان کی قوم کا حال یہ تھا کہ جب بھی ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گزرتے تو ان کا مذاق اڑاتے۔
بیوی:	﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ﴾ [التحريم: 10] اللہ نے کافروں کے لئے نوح کی بیوی کی مثال بیان فرمائی۔ مستدرک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی لوگوں سے کہا کرتی تھی: ”یہ شخص پاگل ہے“۔
اولاد:	(1) قرآن میں ان کے بیٹوں میں سے صرف اس بیٹے کا ذکر ہے جس نے کفر کیا: ﴿وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا﴾ [هود: 42] اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جو الگ تھلگ تھا؛ اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ (2-4) اکثر سلف کا قول ہے کہ آج روئے زمین پر موجود تمام انسان حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں **سام، حام اور یافث** کی نسل سے ہیں۔
دین:	﴿وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ [يونس: 72] اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمان بن کر رہوں۔

دعوت کے تین مراحل:	• **پوشیدہ دعوت:** ﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا﴾ [نوح: 5] انہوں نے کہا: اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی۔ • **اعلانیہ دعوت:** ﴿ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا﴾ [نوح: 8] پھر میں نے انہیں اعلانیہ دعوت دی۔ • **دونوں طرح کی دعوت:** ﴿ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا﴾ [نوح: 9] پھر میں نے انہیں علانیہ دعوت بھی دی اور خفیہ طور پر بھی سمجھایا۔
فضائل:	• **شکر گزار بندے:** ﴿إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾ [الإسراء: 3] بے شک وہ انتہائی شکر گزار بندے تھے۔ • **مستجاب الدعوۃ:** ﴿فَٱسْتَجَبْنَا لَهُ﴾ [الأنبياء: 76] پس ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ • **اولاد میں نبوت اور کتاب:** ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَٰهِيمَ وَجَعَلْنَا فِى ذُرِّيَّتِهِمَا ٱلنُّبُوَّةَ وَٱلْكِتَٰبَ﴾ [الحديد: 26] اور بلاشبہ یقیناً ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی۔ • **صبر کی قوت:** ﴿أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا﴾ [العنكبوت: 14] ساڑھے نو سو سال۔ • **اللہ کے حضور کامل تسلیم ورضا:** جب اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ان کا بیٹا "غیر صالح" ہے؛ ﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِۦ عِلْمٌ﴾ [هود: 47] انہوں نے کہا: اے میرے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں۔ • **اللہ کی مدد:** ﴿وَنَصَرْنَٰهُ مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟﴾ [الأنبياء: 77] اور ہم نے انہیں ان لوگوں سے نجات دی جنہوں نے جھٹلایا۔ • **اللہ کی طرف سے امن وسلامتی:** ﴿سَلَٰمٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِى ٱلْعَٰلَمِينَ﴾ [الصافات: 79] تمام جہانوں میں نوح پر سلامتی ہو۔ • **نیکوکار:** ﴿إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ﴾ [الصافات: 80] ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ • **اللہ کے حکم میں مضبوط:** ﴿وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى ٱلْأَرْضِ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ دَيَّارًا﴾ [نوح: 26] حضرت نوح نے دعا کی: اے میرے رب! زمین پر کسی کافر کو مت چھوڑ۔
قرآن میں:	۲۱ سورتوں میں ۴۳ بار ذکر آیا ہے، اور ایک مکمل سورت ان کے نام سے منسوب ہے، جس میں ان کے علاوہ کسی اور کا ذکر نہیں ہے۔
احادیث میں:	ان کا ذکر کئی بار آیا ہے، جن میں سے ایک نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: «قیامت کے دن نوح اور ان کی امت آئے گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم نے پیغام پہنچادیا تھا؟ نوح عرض کریں گے: ہاں اے میرے رب! پھر اللہ ان کی امت سے پوچھے گا: کیا انہوں نے تمہیں پیغام پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے: نہیں، ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ پھر نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا: تمہاری گواہی کون دے گا؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت، پس ہم گواہی دیں گے کہ انہوں نے یقیناً پیغام پہنچادیا تھا، اور یہی اللہ کے اس فرمان کا مفہوم ہے: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ﴾ [البقرة: 143] اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک عادل اور بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو، اور وسط سے مراد عادل ہے»۔ [صحيح بخاری]
معجزہ:	**کشتی؛** ﴿وَٱصْنَعِ ٱلْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا﴾ [هود: 37] اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنائیے۔

اللہ کے نبی ہود علیہ السلام

اصل:	آپ ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے تھے۔
قوم:	اللہ نے انہیں قومِ عاد کی طرف بھیجا، جو عربِ عاربہ میں سے تھی۔
مقام:	قومِ عاد یمن کی سرزمین میں واقع "احقاف" (ریتیلی پہاڑیوں) میں آباد تھی۔
زمانہ:	یہ وہ پہلی قوم تھی جس نے طوفانِ نوح کے بعد دوبارہ بت پرستی شروع کی۔ یہ وہ پہلی امت بھی تھی جسے اس کے گناہوں اور شرک کی وجہ سے ہلاک کیا گیا۔
قومِ عاد پر اللہ کی نعمتیں:	• ﴿ذَاتِ ٱلْعِمَادِ﴾ [الفجر: 7] ستونوں والے؛ یعنی لمبے ستونوں والی شاندار خیمہ نما عمارتیں۔ • ﴿وَزَادَكُمْ فِى ٱلْخَلْقِ بَصْۜطَةً﴾ [الأعراف: 69] اور تمہیں جسمانی اعتبار سے بڑی کشادگی عطا فرمائی؛ چنانچہ وہ اپنے زمانے کے لوگوں میں طاقت و قوت کے لحاظ سے سب سے مضبوط تھے۔ • ﴿أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ ءَايَةً تَعْبَثُونَ﴾ [الشعراء: 128] کیا تم ہر اونچے مقام پر بے مقصد یادگار عمارتیں بناتے ہو؟؛ یعنی وہ بڑے بڑے محلات اور عمارتیں محض کھیل تماشے کے لئے بناتے تھے، جن کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ • ﴿وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ﴾ [الشعراء: 130] اور جب تم کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو سختی اور ظلم سے پکڑتے ہو؛ جو ان کی بے پناہ طاقت کی وجہ سے تھا۔ • ﴿أَمَدَّكُم بِأَنْعَٰمٍ وَبَنِينَ وَجَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ﴾ [الشعراء: 133-134] اس نے مویشیوں، بیٹوں، باغات اور چشموں کے ذریعے تمہاری امداد فرمائی۔
خصوصیات:	(۱) **اللہ پر بھروسہ:** جب آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا تو آپ نے فرمایا؛ ﴿فَكِيدُونِى جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ إِنِّى تَوَكَّلْتُ عَلَى ٱللَّهِ﴾ [هود: 55-56] تم سب مل کر میرے خلاف جو تدبیر کر سکتے ہو کرو اور مجھے مہلت بھی نہ دو، میں نے تو اللہ پر بھروسہ کیا ہے۔ (۲-۳) **خیر خواہی اور امانت داری:** آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا؛ ﴿وَأَنَا۠ لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ﴾ [الأعراف: 68] اور میں تمہارے لئے ایک خیر خواہ اور امانت دار ہوں؛ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس قول کی توثیق فرمائی۔
قرآن میں ذکر:	قرآن مجید میں ہود علیہ السلام کا ذکر ۷ بار آیا ہے، ایک پوری سورت ان کے نام سے منسوب ہے، اور ایک سورت اس مقام کے نام پر ہے جہاں وہ رہتے تھے۔
قومِ عاد کی ہلاکت:	اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک شدید اور تند و تیز ہوا بھیجی جس نے انہیں تباہ و برباد کر دیا؛ ﴿وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا۟ بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ﴾ [الحاقة: 6] اور قومِ عاد کو نہایت سخت اور تیز آندھی سے ہلاک کر دیا گیا۔ اللہ نے ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات عطا فرمائی۔

اللہ کے نبی صالح علیہ السلام

نسب:	آپ حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی نسل سے تھے۔
قوم:	اللہ نے آپ کو قوم ثمود کی طرف بھیجا، جو عرب عاربہ میں سے تھی۔
مقام:	ثمود نے حجر کے علاقے میں سکونت اختیار کی، جو حجاز اور تبوک کے درمیان واقع ہے۔
زمانہ:	ثمود، قوم عاد کے کچھ ہی عرصہ بعد آئی اور وہ بتوں کی عبادت کرنے لگے۔
قوم ثمود پر اللہ کی نعمتیں:	• ﴿وَبَوَّأَكُمْ فِى ٱلْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ ٱلْجِبَالَ بُيُوتًا﴾ [الأعراف: 74] اور تم کو زمین پر رہنے کا ٹھکانا دیا کہ نرم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو۔ ﴿وَكَانُوا۟ يَنْحِتُونَ مِنَ ٱلْجِبَالِ بُيُوتًا ءَامِنِينَ﴾ [الحجر: 82] اور وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے امن و سکون کے ساتھ۔ چنانچہ امن و امان کی نعمت ان پر اللہ کا سب سے بڑا احسان تھی۔ • ﴿وَثَمُودَ ٱلَّذِينَ جَابُوا۟ ٱلصَّخْرَ بِٱلْوَادِ﴾ [الفجر: 9] اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانوں کو تراشا اور کاٹا تھا۔ • ﴿أَنشَأَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ وَٱسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا﴾ [هود: 61] اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور اس میں تمہیں آباد کیا۔
صفات اور خصوصیات:	• **قوم میں عزت و مقام:** ﴿يَـٰصَـٰلِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَـٰذَآ﴾ [هود: 62] بے شک وہ انتہائی شکر گزار بندے تھے۔ • **خیر خواہی:** ﴿أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّى وَنَصَحْتُ لَكُمْ﴾ [الأعراف: 79] میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی۔
معجزہ:	**اونٹنی:** ﴿وَءَاتَيْنَا ثَمُودَ ٱلنَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوا۟ بِهَا﴾ [الإسراء: 59] اور ہم نے ثمود کو اونٹنی واضح نشانی کے طور پر دی تو انھوں نے اس پر ظلم کیا۔
ذکر:	حضرت صالحؑ کا ذکر قرآن میں 9 بار آیا ہے، اور ایک سورہ (الحجر) اسی جگہ کے نام پر رکھی گئی جہاں ثمود رہتے تھے۔
قوم کی ہلاکت:	جب انہوں نے اونٹنی کو قتل کر دیا، تو انہیں تین دن کی مہلت دی گئی۔ اس کے بعد ایک ہولناک چنگھاڑ نے انہیں آ گھیرا، وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے، اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو نجات عطا فرمائی۔
حجر کی زیارت:	جب نبی اکرم ﷺ "حجر" کے علاقے سے گزرے تو فرمایا: ‹‹ان لوگوں کے مکانات میں داخل نہ ہو جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تھا، الا یہ کہ تم روتے ہوئے داخل ہو، تاکہ تمہیں وہ عذاب نہ پہنچے جو انہیں پہنچا تھا››۔ [متفق عليه]

ابوالانبیاء — حضرت ابراہیم علیہ السلام

نام:	**ابراہیم** —— اس کا مطلب "رحم دل باپ" کے ہیں۔
والد کا نام:	**آزر؛** ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ ءَازَرَ﴾ [الأنعام: 74] اور جب ابراہیم نے اپنے والد آزر سے کہا۔
القاب:	• **خلیل اللہ:** ﴿وَٱتَّخَذَ ٱللَّهُ إِبْرَٰهِيمَ خَلِيلًا﴾ [النساء: 125] اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنالیا۔ • **ابوالانبیاء:** کیونکہ آپ کے بعد مبعوث ہونے والے تمام انبیاء آپ ہی کی نسل سے تھے۔ • **امام الحنفاء:** ﴿أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا﴾ [النحل: 120] ایک امت، اللہ کے فرمانبردار اور یکسو رہنے والے تھے۔
ازواج:	• **سارہ:** حضرت اسحاقؑ کی والدہ؛ جو بنی اسرائیل کے جد امجد ہیں۔ • **ہاجرہ:** حضرت اسماعیلؑ کی والدہ؛ جو عربوں کے جد امجد ہیں۔
فضائل:	• ﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ * شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ٱجْتَبَٰهُ وَهَدَٰهُ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ * وَءَاتَيْنَٰهُ فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُۥ فِى ٱلْءَاخِرَةِ لَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾ [النحل: 120-122] بے شک ابراہیم خود ایک پوری امت تھے، اللہ کے فرمانبردار، خالص موحد، اور مشرکوں میں سے نہ تھے، اس کی نعمتوں کے شکر گزار تھے، اللہ نے انہیں منتخب کیا اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی، اور ہم نے انہیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کی اور وہ آخرت میں بھی صالحین میں سے ہوں گے۔ • نبی اکرم ﷺ سے جب کہا گیا: اے تمام مخلوق میں سب سے بہتر شخص!، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں»۔ [صحيح مسلم] • **آپ کے بعد آنے والے تمام انبیاء آپ کی نسل سے تھے؛** ﴿وَجَعَلْنَا فِى ذُرِّيَّتِهِمَا ٱلنُّبُوَّةَ﴾ [الحديد: 26] اور ہم نے ان کی ذریت میں نبوت جاری رکھی۔ • **نبی اکرم ﷺ کو انہی کی ملت کی پیروی کا حکم دیا گیا؛** ﴿أَنِ ٱتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَٰهِيمَ حَنِيفًا﴾ [النحل: 123] آپ ابراہیم کی ملت کی پیروی کریں، جو خالص موحد تھے۔ • **سب سے پہلے مہمانوں کی ضیافت حضرت ابراہیمؑ نے کی۔** [أخرجه مالك عن المسيب مرسلا] • **سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے اسی سال کی عمر میں ختنہ کیا۔** [متفق عليه] • **قیامت کے دن تمام مخلوقات میں سب سے پہلے انہیں لباس پہنایا جائے گا۔** [متفق عليه] • **ہمیں ہر نماز میں آپ پر اور آپ کی آل پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔** • **آپ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد تمام انبیاء ورسل میں سب سے افضل وبرتر ہیں۔** • **آپ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور سب سے پہلے حج کا اعلان کیا؛** ﴿وَأَذِّن فِى ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ﴾ [الحج: 27] اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو، وہ تمہارے پاس پیادہ اور دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں گے۔ • **زبردست مناظرہ کرنے والے؛** ﴿وَحَآجَّهُۥ قَوْمُهُۥ﴾ [الأنعام: 80] اور آپ کی قوم آپؑ سے بحث کرنے لگی۔

پیشہ:	**تعمیر کاری؛** آپ نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی؛ ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَٰهِيمُ ٱلْقَوَاعِدَ مِنَ ٱلْبَيْتِ وَإِسْمَٰعِيلُ﴾ [البقرة: 127] اور جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔
قرآن میں ذکر:	قرآن میں آپ کا ذکر ۲۵ سورتوں میں ۶۹ مرتبہ آیا ہے، اور ایک سورت ان کے نام سے منسوب ہے، آپ حضرت موسیٰؑ کے بعد قرآن میں سب سے زیادہ ذکر کئے جانے والے نبی ہیں۔
جسمانی مشابہت:	نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «میں نے ابراہیم کو دیکھا، تو وہ سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ تھے»۔ [صحيح مسلم]
دین:	﴿مَا كَانَ إِبْرَٰهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ﴾ [آل عمران: 67] ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی، بلکہ وہ خالص مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔
آسمانی کتاب:	**صحفِ ابراہیمی؛** ﴿صُحُفِ إِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ﴾ [الأعلى: 19]
ہجرت:	حضرت ابراہیمؑ نے بابل سے شام، پھر مصر، اور پھر دوبارہ شام ہجرت کی، اس کے بعد اپنی اہلیہ ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل ساتھ مکہ کی طرف ہجرت کی۔
اہم معجزات و نشانیاں:	• ﴿قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِى بَرْدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ﴾ [الأنبياء: 69] ہم نے کہا: اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔ • ﴿فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ ٱلطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ ٱجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ٱدْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا﴾ [البقرة: 260] تو چار پرندے لو اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کر لو، اور ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو، پھر انہیں پکارو، وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ • ﴿وَفَدَيْنَٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ﴾ [الصافات: 107] اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا۔ • ﴿قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِى عَلَىٰٓ أَن مَّسَّنِىَ ٱلْكِبَرُ﴾ [الحجر: 54] کہا کیا اس بڑھاپے کے آجانے کے بعد تم مجھے خوشخبری دیتے ہو! • **مقامِ ابراہیمی؛** وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبہ کی تعمیر کی اور حج کا اعلان فرمایا۔ • آپ کی حج کی پکار کو اللہ نے قیامت تک آنے والے ہر حاجی کے کانوں تک پہنچا دیا۔ • آپ کے بعد آنے والا ہر نبی آپ ہی کی نسل سے ہے۔ • آپ کی دعائیں ہمیشہ قبول ہوئیں۔ • ﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ ءَاتَيْنَٰهَآ إِبْرَٰهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِۦ﴾ [الأنعام: 83] اور یہ ہماری وہ دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی۔

حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام:

والدین:	آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے، اور والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام تھیں۔
لقب:	**ذبیح**: اللہ تعالیٰ نے قربانی کے وقت ایک مینڈھے کے ذریعے ان کا فدیہ دے کر انہیں بچالیا، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا تھا۔
زوجہ:	آپ نے عرب کے قبیلے "جرہم" میں شادی کی تھی۔
قوم:	اللہ تعالیٰ نے انہیں اہلِ مکہ کی طرف نبی بنا کر بھیجا، وہ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، جہاں قبیلہ جرہم کے لوگ بھی آباد ہو گئے، کیونکہ وہ زمزم کے چشمے کی برکت کی وجہ سے وہاں رہنا چاہتے تھے۔
صفات اور خصوصیات:	(1) ﴿فَبَشَّرْنَٰهُ بِغُلَٰمٍ حَلِيمٍ﴾ [الصافات: 101] پس ہم نے انہیں ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ (2) ﴿إِنَّهُۥ كَانَ صَادِقَ ٱلْوَعْدِ﴾ [مريم: 54] بے شک وہ وعدے کے سچے تھے۔ اور یہ فضیلت صرف آپ ہی کے لئے ذکر کی گئی ہے، کیونکہ آپ نے اپنے اس قول کو سچ کر دکھایا تھا: ﴿يَٰٓأَبَتِ ٱفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ [الصافات: 102] (3-4) ﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُۥ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱلزَّكَوٰةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِۦ مَرْضِيًّا﴾ [مريم: 55] اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے، اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھے۔ (5-6) ﴿وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا ٱلْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ ٱلصَّٰبِرِينَ﴾، ﴿مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾ [الأنبياء: 86-85] اور اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل، سب صبر کرنے والوں میں سے تھے... اور وہ سب نیک لوگوں میں سے تھے۔ (7) حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔
قرآن میں ذکر:	اسماعیل علیہ السلام کا ذکر قرآن میں ۱۲ بار آیا ہے؛ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿فَبَشَّرْنَٰهُ بِغُلَٰمٍ حَلِيمٍ﴾[الصافات: 101] میں آپ ہی مراد ہیں؛ جبکہ اسحاق علیہ السلام کی بشارت ان الفاظ میں دی گئی تھی: ﴿إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٍ﴾ [الحجر: 53]
معجزات و نشانیاں:	(1) زمزم کا کنواں (2) ذبیحہ جانور سے فدیہ دیا جانا
وفات:	حضرت اسماعیل علیہ السلام کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہوا اور وہیں اپنی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے ساتھ دفن ہوئے۔

حضرت اسحاق علیہ السلام:

والدین:	آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے تھے، اور والدہ حضرت سارہ علیہا السلام تھیں۔
زوجہ:	کہا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی کا نام رفقا تھا۔
اولاد:	آپ کے دو بیٹے تھے: **عیص** (جو رومیوں کے جدامجد ہیں)، اور **یعقوب** (جو بنی اسرائیل کے جدامجد ہیں)۔
قوم:	آپ کو شام کے کنعانیوں کی طرف مبعوث کیا گیا، جن کی طرف ابراہیم علیہ السلام بھی مبعوث ہوئے تھے۔
صفات اور خصوصیات:	(1) ﴿إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ﴾ [الحجر: 53] ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ (2) ﴿وَبَٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰٓ إِسْحَٰقَ﴾ [الصافات: 113] ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکتیں نازل کیں۔ (3-4) ﴿وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا﴾ [الأنعام: 84] اور ہم نے اسحاق اور یعقوب کو ہدایت دی۔ ﴿وَجَعَلْنَٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا﴾ [الأنبياء: 73] اور ہم نے انہیں امام بنایا جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت دیتے تھے۔ (5) ﴿وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾ [مريم: 50] اور ہم نے انہیں بلند درجے کی سچی شہرت عطا کی۔ (6) ﴿وَبَشَّرْنَٰهُ بِإِسْحَٰقَ نَبِيًّا مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾ [الصافات: 112] اور ہم نے انہیں اسحاق کی بشارت دی جو نبی اور صالحین میں سے تھے۔
ذکر:	قرآن میں اسحاق علیہ السلام کا ذکر ۱۷ بار آیا ہے۔
معجزہ:	ان کی ولادت ایک بڑی نشانی تھی، کیونکہ وہ بہت زیادہ بوڑھے والدین کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۰۰ سال اور حضرت سارہ علیہا السلام کی عمر ۹۰ سال تھی۔
وفات:	آپ کا انتقال ہوا اور آپ کے بیٹے حضرت یعقوب نے انہیں دفن کیا، جہاں ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام مدفون تھے۔

تنبیہ:

قرآن مجید میں حضرت اسحاقؑ کے قصے کی زیادہ تفصیل نہیں ملتی، بلکہ زیادہ تر ان کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت یعقوب علیہ السلام کے حوالے سے آتا ہے۔ اہلِ کتاب کی بعض روایات میں حضرت اسحاقؑ کے متعلق ناپسندیدہ باتیں کہی گئی ہیں، جنہیں تسلیم نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی عظمت و عصمت کے خلاف ہیں۔ اہلِ کتاب نے پہلے بھی انبیاء کی تحقیر کی ہے، اور یہ کوئی حیران کن بات نہیں، کیونکہ وہ انبیاء کے قاتل بھی رہے ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام

نسب:	آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے (یعنی ان کے بھائی ہاران کے بیٹے) تھے۔
قوم:	آپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے، پھر اللہ نے آپ کو قومِ سدوم کی طرف دعوتِ دین کے لئے مبعوث فرمایا۔
ان کے برے اعمال:	قومِ لوط اللہ کے ساتھ کفر کرتی تھی اور بد فعلی میں مبتلا تھی، وہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ اپنی شہوت پوری کرتے تھے اور دیگر تمام قسم کی خباثتوں کا ارتکاب کرتے تھے۔
صفات اور خصوصیات:	(1) ﴿كَذَٰلِكَ نَجْزِى مَن شَكَرَ﴾ [القمر: 35] ہم شکر ادا کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ (2-3) ﴿وَلُوطًا ءَاتَيْنَٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ [الأنبياء: 74] اور ہم نے لوط کو حکمت و علم عطا کیا۔ (4) ﴿وَأَدْخَلْنَٰهُ فِى رَحْمَتِنَآ إِنَّهُۥ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾ [الأنبياء: 75] اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا، بے شک وہ نیکوکاروں میں سے تھے۔
قرآن میں ذکر:	قرآن میں لوط علیہ السلام کا ذکر ۲۷ بار آیا ہے، اور ان کی قوم کے ساتھ ان کا قصہ ۸ سورتوں میں بیان ہوا ہے۔ اکثر ان کا قصہ حضرت ابراہیمؑ کے قصے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔
قوم کی ہلاکت:	اللہ تعالیٰ نے ان پر دردناک عذاب نازل فرمایا: ﴿فَجَعَلْنَا عَٰلِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ﴾ [الحجر: 74] پھر ہم نے اس بستی (سدوم) کے اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا یعنی الٹ دیا اور ان پر کھنگر کی قسم کے پتھر برسائے۔

فحش و بے حیائی سے بچنے کے طریقے

تقویٰ اختیار کرنا – کثرت سے دعا کرنا – اگر کوئی شخص اللہ کے لیے گناہ چھوڑے، تو اللہ اسے بہتر بدلہ دیتا ہے – بلادِ کفر سے ہجرت کرنا – شرم گاہ اور زبان کی شہوت کے بارے میں گفتگو کرنے سے گریز کرنا – استطاعت ہونے کی صورت میں جلد شادی کرنا، ورنہ روزے رکھنا – کم کھانا پینا – نگاہیں نیچی رکھنا اور عورتوں کے اختلاط والی جگہوں سے دور رہنا – اجنبی عورتوں کے ساتھ خلوت اختیار کرنے سے گریز کرنا – عورتوں کو حجاب کا حکم دینا اور ان سے گفتگو میں نرمی اختیار نہ کرنا – سورۂ یوسف کی تلاوت کرنا اور اس میں غور و فکر کرنا – نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا – یہ یاد رکھنا کہ (جیسا کروگے ویسا ہی بدلہ پاؤگے) – خود کو نفع بخش کاموں میں مشغول رکھنا – شہوت میں اضافہ کرنے والی چیزوں سے اجتناب کرنا – موبائل فون اور کمپیوٹر کو ایسی جگہ رکھنا جہاں دوسرے لوگ اسے دیکھ سکیں – برائی سے روکنے کی شرعی ذمہ داری کی پابندی کرنا۔

حضرت شعیب علیہ السلام

لقب:	آپ کو "خطیب الانبیاء" کہا جاتا ہے۔
زمانہ:	کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھے، ان کے ساتھ ایمان لائے، اور ان کے ساتھ دمشق میں داخل ہوئے۔
قوم:	آپ کو قومِ مدین کی طرف مبعوث کیا گیا، جو حجاز سے متصل شام کے اطراف میں واقع تھا، یہی لوگ "اصحابِ ایکہ" (درخت/جھاڑی والے) بھی کہلاتے ہیں۔
قوم کی حالت اور برائیاں:	(1) ﴿إِنِّي أَرَاكُم بِخَيْرٍ﴾ [هود: 84] بے شک میں تمہیں اچھی حالت میں دیکھ رہا ہوں؛ یعنی تمہاری معیشت اور رزق میں۔ (2) ﴿فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾ [الأعراف: 85] پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور روئے زمین میں اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔ (3) ﴿وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ﴾ [الأعراف: 86] اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو۔
صفات اور خصوصیات:	(1) **امانت داری:** ﴿إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ﴾ [الشعراء: 178] بیشک میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں۔ (2) **اصلاح:** ﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ﴾ [هود: 88] میں تو صرف اصلاح ہی چاہتا ہوں۔ (3) **اللہ کی طرف رجوع:** ﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ [هود: 88] میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (4) **اللہ پر توکل:** ﴿عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا﴾ [الأعراف: 89] ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا۔ (5) **نصیحت:** ﴿وَنَصَحْتُ لَكُمْ﴾ [الأعراف: 93] میں نے تمہیں نصیحت کی۔
ذکر:	شعیب علیہ السلام کا ذکر قرآن میں ۱۱ بار آیا ہے۔
خصوصیت:	وہ پانچ عرب انبیاء میں سے ایک ہیں، جن میں ہود، صالح، شعیب، اسماعیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔
قوم کی ہلاکت:	ان پر عذاب ایک ہولناک چنگھاڑ (صَیحہ) کی صورت میں آیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ﴾ [هود: 94] اور ان ظالموں کو ایک چنگھاڑ نے آگھیرا، پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام:	والدین:	آپ کے والد **اسحاق بن ابراہیم** علیہما السلام اور والدہ **رفقا** تھیں۔ ابراہیم اور سارہ علیہما السلام کو اسحاق کے ساتھ آپ کی ولادت کی بھی بشارت دی گئی تھی، اور آپ ان کی زندگی ہی میں پیدا ہوئے تھے۔
	لقب:	**اسرائیل** —— لہٰذا آپ بنی اسرائیل کے جدّ امجد ہوئے۔
	اولاد:	آپ کے ۱۲ بیٹے تھے، جن میں سب سے افضل یوسف علیہ السلام تھے۔
	صفات اور خصوصیات:	(1) **توکل**: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ [يوسف: 67] حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے میرا کامل بھروسہ اسی پر ہے۔ (2) **علم**: ﴿وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ﴾ [يوسف: 68] اور یقیناً آپ صاحبِ علم تھے اس علم کے اعتبار سے جو ہم نے آپ کو سکھایا تھا۔ (3) **ذریت میں نبوت**: ﴿وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ﴾ [مريم: 58] اور ابراہیم اور اسرائیل کی ذریّت سے۔ (4) **بوقتِ وفات اولاد کو نصیحت**: ﴿إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي﴾ [البقرة: 133] جب یعقوب کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا؛ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟ (5) **خوابوں کی تعبیر کا علم**: جیسا کہ سورۃ یوسف میں ان کے قصے میں بیان ہوا ہے۔ (6) ﴿وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ﴾ [يوسف: 6] اور وہ تم پر اور آلِ یعقوب پر اپنی نعمت تمام کرے گا۔ (7) ﴿وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ [يوسف: 86] مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔
	ذکر:	حضرت یعقوب کا ذکر قرآن میں ۱۶ بار آیا ہے، اور ایک بار ان کا لقب "اسرائیل" کے طور پر ذکر ہوا ہے، جبکہ بنی اسرائیل کا تذکرہ آپ کی طرف نسبت کرکے ۴۰ بار کیا گیا ہے۔
	معجزات:	(1) ﴿إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ﴾ [يوسف: 94] بے شک میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ (2) ﴿أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا﴾ [يوسف: 96] انہوں نے وہ کرتا ان کے چہرے پر ڈالا تو ان کی بینائی لوٹ آئی۔
	وفات:	یوسف علیہ السلام آپ کو مصر لے آئے جہاں آپ نے سکونت اختیار کی؛ جب ان کی وفات ہوئی، تو حضرت یوسف نے ان کی وصیت کے مطابق ان کا جسم لے جاکر بیت المقدس میں دفن کیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام:	والدین:	آپ کے والد یعقوب علیہ السلام اور والدہ راحیل تھیں، جو حضرت یعقوب کے ماموں کی بیٹی تھیں۔
	القاب:	(1) الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم (شریف بن شریف بن شریف بن شریف) (2) الصّدّیق (نہایت سچے)؛ ﴿يوسُفُ أيها الصِّدّيقُ﴾ [يوسف: 46] یوسف! اے نہایت سچے۔
	قوم:	آپ کو مصر کے قبطیوں کی طرف بھیجا گیا تھا، جیسا کہ فرعون کے خاندان میں سے ایمان لانے والے شخص نے کہا تھا: ﴿وَلَقَدْ جاءكُم يوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّناتِ﴾ [غافر: 34] اور اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تھے۔
	صفات اور خصوصیات:	(1–4) ﴿وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ﴾ [يوسف: 6] اور اسی طرح تمہارا رب تمہیں برگزیدہ کرے گا اور تمہیں باتوں کی حقیقتوں تک پہنچنا سکھائے گا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دے گا۔ ﴿مَكَّنّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ﴾ [يوسف: 21] اور ہم نے یوسف کو زمین میں اقتدار دیا۔ (5–7) ﴿وَآتَيْناهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ [يوسف: 22] اور ہم نے انہیں حکمت اور علم عطا کیا، اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ (8) چنے ہوئے بندے: ﴿إِنَّهُ مِنْ عِبادِنَا الْمُخْلَصِينَ﴾ [يوسف: 24] بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھے۔ (9) ﴿ما هَذا بَشَرًا﴾ [يوسف: 31] یہ کوئی انسان نہیں ہے!، «انہیں دنیا کے حسن کا نصف حصہ عطا کیا گیا تھا» [مسلم] (10) مستجاب الدعوۃ: ﴿فَاسْتَجابَ لَهُ رَبُّهُ﴾ [يوسف: 34] پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ (11) صداقت: ﴿وَإِنَّهُ لَمِنَ الصّادِقِينَ﴾ [يوسف: 51] اور یقیناً وہ سچوں میں سے ہے۔ (12) حفاظت و علم: ﴿إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ﴾ [يوسف: 55] بے شک میں حفاظت کرنے والا اور علم رکھنے والا ہوں۔ (13) تدبیرِ الٰہی: ﴿كَذٰلِكَ كِدْنا لِيُوسُفَ﴾ [يوسف: 76] اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی۔ (14) حکومت و بادشاہت: ﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ﴾ [يوسف: 101] اے میرے پروردگار! تو نے مجھے حکومت بھی عطا کی۔
	ذکر:	قرآن میں آپ کا ذکر ۲۷ مرتبہ آیا ہے، اور آپ کے نام سے ایک پوری سورت نازل کی گئی جس میں آپ کا قصہ تفصیل سے بیان ہوا ہے، اللہ نے اسے ﴿أَحْسَنَ الْقَصَصِ﴾ (بہترین قصہ) قرار دیا ہے۔
	معجزات:	(1) عزیزِ مصر کی بیوی کے آپ کو لبھانے کے واقعے میں شیر خوار بچے یا گھر کے کسی فرد کی گواہی و تصدیق۔ (2) آپ کو دنیا کے حسن کا نصف حصہ عطا کیا گیا تھا۔
	وفات:	آپ کی وفات مصر میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے، پھر جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے تو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا تابوت اپنے ساتھ اٹھا کر لے گئے۔

حضرت ایوب اور ذوالکفل علیہما السلام

حضرت ایوب علیہ السلام:	نسب:	آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے **عیص** کی نسل سے تھے اور آپ کا تعلق بنی اسرائیل سے نہیں تھا۔
	قوم:	اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہلِ حوران کی طرف بھیجا، جو کہ شام کے جنوب میں واقع ہے۔
	صفات اور خصوصیات:	(1) ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ﴾ [ص: 41] اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجیے۔ (2–3) ﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ [ص: 44] ہم نے اسے بڑا صابر بندہ پایا، وہ بڑا نیک بندہ تھا اور بڑی ہی رغبت رکھنے والا۔ (4) ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ﴾ [الأنبياء: 84] پس ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی۔
	ذکر:	قرآن میں ایوب علیہ السلام کا ذکر ۴ بار آیا ہے۔
	معجزہ:	جب آپ نے بیماری اور تکلیف کی دوری کے لیے اللہ سے دعا کی، تو آپ کو وحی کی گئی: ﴿ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ﴾ [ص: 42] اپنا پاؤں زمین پر مارو، یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی اور پینے کا چشمہ ہے۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام:	والد:	کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے، اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی ہیں۔
	صفات اور خصوصیات:	(1–2) ﴿وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ * وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ﴾ [الأنبياء: 85-86] اور ذوالکفل، یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے، اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا، یہ سب نیک لوگ تھے۔ (3) ﴿وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ﴾ [ص: 48] اور ذوالکفل، اور یہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے۔
	ذکر:	قرآن میں ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر ۲ مرتبہ آیا ہے، تاہم ان کا تفصیلی قصہ ذکر نہیں ہوا ہے۔
	مختصر قصہ:	کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی قوم کے معاملات سنبھالنے اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے کی ذمہ داری اٹھائی، اسی لیے آپ کا نام "ذوالکفل" (ذمہ داری اٹھانے والا) پڑ گیا۔ ایک اور قول کے مطابق، آپ بنی اسرائیل کے نبی تھے اور حضرت الیسع علیہ السلام کے بعد ان کے جانشین بنے۔

ذُوالنُّون: حضرت یونس بن متی علیہ السلام

نام:	آپ کا نام یونس بن متی تھا، کہا جاتا ہے کہ آپ بنی اسرائیل سے تھے، اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی ہیں۔
لقب:	**ذوالنون** (مچھلی والے)؛ ﴿وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا﴾ [الأنبياء: 87] اور مچھلی والے کو یاد کیجیے، جب وہ غصے کی حالت میں چلے گئے تھے۔
قوم:	اللہ تعالیٰ نے آپ کو عراق کے شہر نینویٰ کے لوگوں کی طرف بھیجا، وہ کافر تھے اور انہوں نے آپ کی دعوت قبول نہیں کی۔
صفات اور خصوصیات:	(1) **مستجاب الدعوۃ**: ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ﴾ [يوسف: 34] پس ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی۔ (2) **اللہ کی تسبیح بیان کرنے والے**: ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ﴾ [الصافات: 143] پس اگر وہ تسبیح بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔ (3) **اللہ کا انعام**: ﴿لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ﴾ [القلم: 49] اگر اس کے رب کی نعمت نے اسے سنبھال نہ لیا ہوتا۔ (4-5) ﴿فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ [القلم: 50] پھر ان کے رب نے انہیں منتخب فرمالیا اور نیک لوگوں میں شامل کر دیا۔
معجزہ:	آپ کا معجزہ مچھلی ہے، کیونکہ جب آپ کو سمندر میں ڈال دیا گیا تو مچھلی نے آپ کو نگل لیا؛ اس وقت آپ نے اللہ سے دعا کی: ﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ [الأنبياء: 87] تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں تو پاک ہے میں ہی قصوروار تھا۔
قرآن میں ذکر:	قرآن میں یونس علیہ السلام کا ذکر ان کے نام سے ۴ مرتبہ آیا ہے، ایک سورت آپ کے نام سے منسوب ہے، ایک بار آپ کا ذکر "ذو النون" اور ایک بار "صاحب الحوت" کے لقب سے آیا ہے۔
احادیث میں ذکر:	(1) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «کسی بندے کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں **یونس بن متی** سے بہتر ہوں۔» [متفق علیه] (2) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ذوالنون (یونس علیہ السلام) کی وہ دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی: ﴿لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾؛ اگر کوئی مومن کسی بھی ضرورت میں کرے تو اللہ اس کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے» [مسند احمد، ترمذی]
قوم کا انجام:	جب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر چلے گئے، تو اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیا، وہ سب ایمان لے آئے، چنانچہ وہ عذاب سے محفوظ رہے اور نجات پا گئے۔

کلیم اللہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام

نام:	آپ کا نام **موسیٰ** تھا، جس کا مطلب ہے "پانی سے نکالا گیا"۔
والد:	آپ کے والد **عمران** تھے، جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے تھے۔
بھائی:	آپ کے بھائی حضرت **ہارون علیہ السلام** تھے، جنہیں اللہ نے آپ کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا تاکہ وہ آپ کی مدد کریں۔
خادم:	آپ کے خادم **یوشع بن نون** تھے، جو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی وفات کے بعد نبی بنے۔
استاد:	آپ کے استاد حضرت **خضر علیہ السلام** تھے، اس بارے میں اختلاف ہے کہ وہ نبی تھے یا ولی۔
لقب:	**کلیم اللہ** (اللہ سے کلام کرنے والے): ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾ [النساء: 164] اور اللہ نے موسیٰ سے صاف کلام فرمایا۔
بیوی:	آپ نے مدین کے ایک نیک شخص کی بیٹی سے نکاح کیا اور مہر کے طور پر ۱۰ سال تک بکریاں چرائیں۔
کتاب:	**تورات اور صحفِ موسیٰ:** اختلاف ہے کہ آیا کیا یہ دو الگ کتابیں تھیں یا ایک ہی۔
مقام:	آپ مصر میں پیدا ہوئے، طور پہاڑ میں وفات پائی۔ اس وقت آپ چھٹے آسمان میں موجود ہیں۔
پیشہ:	دیگر تمام انبیاء کی طرح آپ بھی بکریاں چرایا کرتے تھے۔
پرورش کرنے والی:	**آسیہ بنت مزاحم**، جو فرعون کی بیوی تھیں، اور کامل و باکمال عورتوں میں سے ایک ہیں۔
لاٹھی:	آپ کے پاس ایک لاٹھی تھی، جسے آپ سہارا لینے، بکریاں ہانکنے اور دیگر ضروری کاموں کے لئے استعمال کرتے تھے۔
دین:	**اسلام:** عام معنی کے اعتبار سے: ﴿وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ﴾ [یونس: 84] اور موسیٰ نے کہا: اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو۔ آپ کے ماننے والوں کو "یہودی" کہا جانے لگا، یا تو اس لئے کہ انہوں نے کہا: ﴿إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ﴾ [الأعراف: 156] یا یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے "یہودا" کی طرف نسبت کی وجہ سے۔

صفات اور خصوصیات:	(1) «گندمی رنگ، بلند قامت اور گھنگریالے بالوں والے مرد تھے؛ گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہوں۔» [متفق عليه] (2) ﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾ [القصص: 26] کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو۔ (3) ﴿وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ [القصص: 14] اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچ گئے اور پورے توانا ہو گئے ہم نے انہیں حکمت وعلم عطا فرمایا۔ (4) ﴿وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾ [القلم: 50] اور وہ اللہ کے نزدیک باعزت تھے۔ (5) **مستجاب الدعوۃ:** حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ اللہ کے ہاں مستجاب الدعوۃ تھے۔ (6) اولوالعزم نبیوں میں سے ایک (7) ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾ [طه: 41] اور میں نے تجھے خاص اپنی ذات کے لئے پسند فرمالیا۔ (8) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیفیں دی گئیں مگر انہوں نے صبر کیا۔» [متفق عليه] (9) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ زمین پر مجھ سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی نہیں۔» [مسند احمد] (10) ﴿قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي﴾ [طه: 25] انہوں نے کہا: اے میرے پروردگار! میرا سینہ میرے لئے کھول دے۔ (11) شجاعت، قوت، سچائی، خدمتِ خلق، مظلوم کی مدد، تواضع، علم کی جستجو، حجت میں مضبوطی، اللہ سے رجوع، جلد توبہ، فیصلہ سازی، ذمہ داری کا احساس، دنیا سے بے رغبتی، نصیحت قبول کرنا، حیاء اور دیگر بہترین صفات کے حامل تھے۔
آپ کے معجزات بہت زیادہ ہیں، اور وہ دو قسموں پر مشتمل ہیں:	(أ) **مصر سے نکلنے سے پہلے کے معجزات: ان میں نو نشانیاں شامل ہیں:** (1) ﴿فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ﴾ [الأعراف: 107] چنانچہ موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا تو فوراً وہ ہو بہو ایک اژدہا بن گیا۔ (2) ﴿وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ﴾ [الأعراف: 108] اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کو چمکدار دکھائی دینے لگا۔ (3) ﴿وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي * يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾ [طه: 27-28] اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھ سکیں۔ (4) ﴿أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ﴾ [الشعراء: 63] کہ اپنے عصا کو سمندر پر مارو، پس وہ پھٹ گیا۔ (5–9) ﴿فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ﴾ [الأعراف: 133] تو ہم نے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون، جو الگ الگ نشانیاں تھیں۔ (ب) **مصر سے نکلنے کے بعد کے معجزات: ان میں سے بعض یہ ہیں:** (1) ﴿اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ﴾ [البقرة: 60] اپنا عصا چٹان پر مارو۔ (2) ﴿فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا﴾ [البقرة: 73] پس ہم نے کہا: اس (گائے) کا ایک ٹکڑا اس (مقتول) کو مارو۔ (3) ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ﴾ [الشعراء: 63] اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا۔

آپ قرآنِ کریم میں سب سے زیادہ ذکر کئے جانے والے نبی ہیں:	قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ۳۴ سورتوں میں ۱۳۶ بار آیا ہے؛ سب سے زیادہ سورۃ الأعراف میں ۱۱ بار، سورۃ القصص میں ۸ بار اور سورۃ طہ میں ۷ بار آیا ہے۔ آپ کا ذکر اکثر دعا کے ساتھ آیا ہے، جیسے: ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي﴾ [طه: 25]، ﴿رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾ [القصص: 24]، ﴿رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ [القصص: 21]، ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي﴾ [الأعراف: 151]
آپ کی امت کی خصوصیات:	(1) **حضرت موسیٰ علیہ السلام دو قوموں کی طرف مبعوث ہوئے:** ایک فرعون کے ساتھ رہنے والی قبطی قوم کی طرف، اور دوسری بنی اسرائیل کی طرف، جو فرعون کی ہلاکت کے بعد آپ کی قوم بنی۔ (2) **حضرت موسیٰ علیہ السلام ان انبیاء میں آخری نبی ہیں جن کی قوموں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا:** ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِن بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ﴾ [القصص: 43] اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی، بعد اس کے کہ ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک کر دیا تھا۔ (3) **ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سب سے زیادہ پیروکار رکھنے والے نبی ہیں:** آپ ﷺ نے فرمایا: «میرے سامنے ایک بڑی جماعت پیش کی گئی، میں نے پوچھا: کیا یہ میری امت ہے؟ جواب دیا گیا: نہیں، یہ موسیٰ اور ان کی قوم ہیں۔» [متفق عليه]

ابن قیمؒ موسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کی مخالفت کرنے والے یہود کے متعلق فرماتے ہیں: غضب والی امت سے مراد یہود ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹ، بہتان، عہد شکنی، مکاری اور حیلہ سازی میں مبتلا رہے، انہوں نے انبیاء کو قتل کیا اور حرام مال (سود و رشوت) کھایا، باطنی اعتبار سے یہ امتوں میں سب سے زیادہ خبیث اور اخلاق و عادات کے اعتبار سے سب سے پست ہے، رحمتِ الٰہی سے سب سے زیادہ دور اور عذاب و گرفت کے سب سے زیادہ قریب ہے، ان کی نمایاں عادت بغض و کینہ رکھنا، اور ان کا مستقل وطیرہ دشمنی اور عداوت ہے، گویا جادو، جھوٹ اور مکاری ان کی طبیعت اور روش کا حصہ بن چکے ہیں۔

جو شخص ان کے کفر اور انبیاء کی تکذیب میں ان کی مخالفت کرے، اس کے لئے بھی یہ کسی حرمت کے قائل نہیں ہوتے۔ کسی مؤمن کے ساتھ نہ عہد و پیمان کا لحاظ کرتے ہیں، نہ ذمہ داری کا، اور نہ ہی کسی پاس و مروّت کو خاطر میں لاتے ہیں، بلکہ جو شخص ان کے ساتھ موافقت رکھتا ہو، اس کے لئے بھی ان کے نزدیک نہ کوئی حق ہے اور نہ شفقت، جو ان کے ساتھ شریک ہو، اس کے ساتھ نہ انصاف کرتے ہیں نہ عدل؛ اور جو ان کے ساتھ میل جول رکھے، اسے نہ اطمینان نصیب ہوتا ہے اور نہ امن و امان۔

جو شخص انہیں کسی ذمہ داری یا منصب پر مقرر کرے، اس کے ساتھ بھی یہ خیر خواہی نہیں کرتے، بلکہ ان میں سب سے زیادہ خبیث وہ سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ عقل مند اور دانا تصور کیا جائے، اور ان میں سب سے زیادہ ماہر و ہوشیار وہ ہے جو سب سے زیادہ دھوکا دینے والا ہو۔

اور جو شخص صاف دل اور کشادہ پیشانی والا ہو—— گرچہ ان میں ایسا شخص پایا ہی نہیں جا سکتا——وہ حقیقتاً ان کے مزاج اور روش کا نمائندہ نہیں، یہ لوگ مخلوق میں سب سے زیادہ تنگ دل، ان کے گھر سب سے زیادہ تاریک، ان کے صحن سب سے زیادہ بدبودار اور ان کی طبیعت سب سے زیادہ وحشت ناک بیان کی گئی ہے، ان کے ہاں سلام کا شعار بھی لعنت ہے، ان سے ملاقات باعثِ نحوست، ان کا شعار غضب اور ان کا اوڑھنا بچھونا نفرت و ناراضی ہے۔ [هداية الحيارى، ص 8]

حضرت ہارون علیہ السلام

والد:	آپ عمران کے بیٹے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔
قوم:	اللہ تعالیٰ نے آپ کو موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر ان کا مددگار بنا کر مبعوث فرمایا؛ چنانچہ آپ دونوں فرعون، اس کی قبطی قوم، اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔
صفات اور خصوصیات:	(1) ﴿واجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي﴾ [طه: 29] اور میرے گھر والوں میں سے میرے لئے ایک وزیر بنادے۔ ﴿سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ﴾ [القصص: 35] ہم عنقریب تمہارے بھائی کے ذریعہ تمہارے بازو کو مضبوط کریں گے۔ (2) ﴿كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا * وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا﴾ [طه: 33-34] تاکہ ہم کثرت سے تیری پاکی بیان کریں اور کثرت سے تیرا ذکر کریں۔ (3) ﴿وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا﴾ [القصص: 34] اور میرا بھائی ہارون، وہ مجھ سے زیادہ فصیح زبان والا ہے۔ (4) ﴿وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا﴾ [القصص: 35] اور ہم اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے کہ وہ تم تک پہنچ نہ سکیں گے۔ (5) ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا﴾ [الأنبياء: 48] اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب، روشنی اور نصائح عطا کئے۔ (6–11) ﴿وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ * وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ * وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ * وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ * وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ * وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ * سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ * إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾ [الصافات: 114-121] یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بڑا احسان کیا، اور انہیں اور ان کی قوم کو بہت بڑے دکھ درد سے نجات دے دی، اور ان کی مدد کی تو وہی غالب رہے، اور انہیں نہایت واضح کتاب دی، اور انہیں سیدھے راستے پر قائم رکھا، اور ان کا ذکرِ خیر پچھلی نسلوں میں چھوڑ دیا، موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو، بیشک ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلے دیا کرتے ہیں۔
ذکر:	حضرت ہارون علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں ۲۰ مرتبہ آیا ہے۔ ایک مقام پر ان کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے آیا: ﴿قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ﴾ [طه: 70] انہوں نے کہا: ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے۔
وفات:	حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے وفات پا گئے، یہ واقعہ بنی اسرائیل کے چالیس سالہ صحرا میں بھٹکنے (تیہ) کے دوران پیش آیا۔ بعض روایات کے مطابق بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ پر حضرت ہارون کے قتل کا الزام بھی لگایا!

قرآن میں موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی کثرتِ تکرار کا سبب: دلائل کی قوت، معجزات و نشانیوں کی کثرت، اور فرعون کا شدید تکبر و سرکشی اس کی نمایاں وجوہات ہیں۔ علامہ ابن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اکثر محمد ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت، نیز ان دونوں کی کتابوں اور شریعتوں کا ایک ساتھ ذکر فرماتا ہے؛ کیونکہ ان دونوں کی کتابیں تمام کتابوں سے افضل، ان کی شریعتیں سب سے کامل، ان کی نبوتیں بلند ترین، اور ان کے پیروکار تمام مؤمنین سے زیادہ ہیں، نیز ان کی امت، یعنی بنی اسرائیل، دیگر سابقہ ہلاک شدہ امتوں کے برعکس باقی رہنے والی امت تھی۔

حضرت موسیٰ اور شموئیل علیہما السلام کے درمیان مشہور انبیاء

حضرت یوشع بن نون علیہ السلام:	نام ونسب:	حضرت یوشع بن نون علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی نسل سے تھے۔
	قوم:	آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے نبی بنے اور انہیں اللہ کا پیغام پہنچایا۔
	معجزہ:	رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: « یقیناً سورج کسی انسان کے لئے نہیں روکا گیا، مگر یوشع کے لئے، جب وہ بیت المقدس کی طرف سفر کر رہے تھے۔» [مسند احمد]
	ذکر:	قرآن میں آپ کا ذکر نام کے بغیر آیا ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ﴾ [الكهف: 60] اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے فرمایا۔
	مختصر قصہ:	موسیٰ علیہ السلام نے صحرائے تیہ کی مدت مکمل ہونے کے بعد بنی اسرائیل کو سرکش قوم کے خلاف جنگ کے لئے تیار کیا اور ہر قبیلے پر ایک امیر مقرر کیا، لیکن جنگ سے پہلے ہی موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔ جب تیہ کا زمانہ ختم ہوا تو یوشع علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے اور بیت المقدس کو فتح کیا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ۲۷ سال زندہ رہے پھر وفات پا گئے۔

حضرت خضر علیہ السلام:	نام ونبوت:	آپ کے نام، نسب اور زمانے میں بہت اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور دجال کی تکذیب کرنے تک زندہ رہیں گے، لیکن یہ درست نہیں ہے۔ آپ کی نبوت کے بارے میں بھی اختلاف ہے، مگر راجح قول یہی ہے کہ آپ نبی تھے۔
	معجزات و نشانیاں:	(1) وہ تمام واقعات جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کے قصے میں پیش آئے۔ (2) صحیح بخاری میں روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «ان کا نام **خضر** اس لئے پڑا کیونکہ وہ ایک دفعہ خشک اور بنجر سفید زمین پر بیٹھے، تو وہ اچانک ان کے پیچھے سے سرسبز ہو کر لہرانے لگی» کیونکہ اس میں گھاس اُگ آئی تھی۔
	ذکر:	قرآن میں آپ کا ذکر نام کی صراحت کے بغیر ان الفاظ میں آیا ہے: ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ [الكهف: 65] وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا اور اپنے ہاں سے ایک خاص علم سکھایا تھا۔

حضرت حزقیل علیہ السلام:	نام:	**حزقیل بن بوذی**؛ اور کہا جاتا ہے کہ یہ وہی "ابن العجوز" (بڑھیا کے بیٹے) ہیں جن کا ذکر موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لے جانے والی حدیث میں آتا ہے۔
	زمانہ:	آپ نے موسیٰ اور یوشع بن نون علیہما السلام، اور پھر موسیٰ علیہ السلام کے بہنوئی کالب بن یوفنّا کے بعد بنی اسرائیل کی رہنمائی پر مامور ہوئے۔
	مختصر قصہ:	قرآن مجید میں ان کے نام کی صراحت کے بغیر ان کے معجزے کا ذکر آیا ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ﴾ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو (طاعون کی وبا سے) موت کے ڈر کے مارے ہزاروں کی تعداد میں اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے، ﴿فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا﴾ تو اللہ نے ان سے فرمایا: مر جاؤ، پھر ایک عرصے بعد نبی حزقیل علیہ السلام ان کی ہڈیوں کے پاس سے گزرے اور اللہ سے ان کی زندگی کی دعا کی، ﴿ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ﴾ [البقرة: 243] چنانچہ اللہ نے انہیں زندہ کر دیا؛ بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔

حضرت الیاس علیہ السلام:	نام:	**الیاس بن یاسین**؛ جو حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ بعض روایات میں ان کو حضرت خضر علیہ السلام کا بھائی بھی کہا گیا ہے۔
	قوم:	اللہ تعالیٰ نے حزقیل علیہ السلام کے ایک عرصے بعد آپ کو دمشق کے مغرب میں واقع "بعلبک" کے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا۔ وہ "بعل" نامی بت کی پرستش کرتے تھے: ﴿إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ * أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ﴾[الصافات: 124-125] جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟
	صفات اور خصوصیات:	(1) **نیک نامی**؛ ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾ [الصافات: 129] ہم نے ان کا ذکرِ خیر پچھلوں میں بھی باقی رکھا۔ (2) **سلامتی**؛ ﴿سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ﴾ [الصافات: 129] الیاس پر سلام ہو۔ (3–4) ﴿إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ * إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الصافات: 131-132] بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔
	ذکر:	قرآن مجید میں آپ کا ذکر صرف دو بار، ایک ہی سیاق میں، سورۃ یٰس میں ہوا ہے، اس کے علاوہ قرآن کی کسی دوسری سورت میں ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔
	وفات:	جب الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد ان کا کیا معاملہ ہوا؛ اللہ اعلم، اس کے متعلق مختلف اقوال و روایات پائی جاتی ہیں۔

حضرت الیسع علیہ السلام:	نام:	کہا جاتا ہے کہ آپ الیاس علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا نام **اسباط** تھا اور یوسف علیہ السلام کی نسل سے تھے۔
	زمانہ:	اللہ عزوجل نے آپ کو الیاس علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا۔
	صفت:	آپ بہترین لوگوں میں سے تھے؛ ﴿وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ﴾ [ص: 48] اور الیسع اور ذوالکفل، اور یہ سب بہترین لوگوں میں سے ہیں۔
	ذکر:	قرآن مجید میں الیسع علیہ السلام کا ذکر دو بار آیا ہے۔
	مختصر قصہ:	آپ کے زمانے میں بنی اسرائیل سے "تابوتِ میثاق" چھین لیا گیا جسے وہ جنگوں میں اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اس کی برکت سے نصرت و فتح پاتے تھے۔ الیسع علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل بغیر کسی چرواہے کے بھیڑوں کی طرح بے یار و مددگار رہ گئے، یہاں تک کہ شموئیل علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔

حضرت شموئیل اور حضرت داوٗد علیہما السلام

حضرت شموئیل علیہ السلام:	نام:	**شموئیل** — یا **صموئیل** — **بن بالی**، انہیں **اشموئیل** بھی کہا جاتا ہے؛ عبرانی زبان میں اس کے معنی ہیں: اللہ نے میری دعا سن لی۔
	قوم:	اللہ نے انہیں بنی اسرائیل کی قیادت کے لئے نبی بنا کر بھیجا تاکہ وہ بنی اسرائیل کو متحد کریں۔
	ذکر:	قرآن میں ان کا ذکر نام کی صراحت کے بغیر ان الفاظ میں آیا ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ﴾ [البقرة: 246] کیا آپ نے حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں کے معاملہ پر بھی غور کیا؟ جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا۔

حضرت داؤد علیہ السلام:

نام:	**داؤد بن ایشا:** جو حضرت یہودا بن یعقوب کی نسل سے تھے۔
قوم:	اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے حضرت شموئیل علیہ السلام کے بعد نبی بنا کر بھیجا۔
کتاب:	اللہ نے آپ پر "**زبور**" نازل فرمائی، جو قرآن کی طرح بتدریج نازل کی گئی۔
صفات اور خصوصیات:	(1–3) ﴿وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ﴾ [البقرة: 251] اور اللہ نے داؤد کو بادشاہی اور حکمت عطا فرمائی اور جو کچھ چاہا اسے سکھلا دیا۔ (4) ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النمل: 15] تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔ (5–6) ﴿دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ [ص: 17] داؤد؛ بلاشبہ وہ طاقتور اور رجوع کرنے والا تھا۔ (7–8) ﴿وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾ [ص: 20] ہم نے ان کی سلطنت کو مضبوط بنادیا تھا، ہم نے انہیں حکمت عطا کی اور معاملات کے فیصلہ کی صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ (9–10) ﴿وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَى وَحُسْنَ مَآبٍ﴾ [ص: 25] اور بلاشبہ ہمارے پاس اُن کے لئے یقیناً قرب کا مقام اور اچھا ٹھکانہ ہے۔ (11) ﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ﴾ [ص: 26] اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا ہے۔ (12) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «اللہ کے ہاں سب سے محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے، اور سب سے محبوب روزے داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ آپ آدھی رات سوتے، اس کے بعد تہائی رات قیام کرتے، اور پھر چھٹا حصہ سوتے؛ اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔» [متفق عليه]
ذکر:	قرآن میں داؤد علیہ السلام کا ذکر ۱۶ مرتبہ آیا ہے۔
معجزات و نشانیاں:	(1) ﴿وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ﴾ [الأنبياء: 79] اور داؤد کے ساتھ ہم نے پہاڑوں کو اور پرندوں کو بھی مسخر کردیا جو تسبیح کرتے تھے۔ (2) ﴿وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ * أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ﴾ [سبأ: 10-11] اور ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کے جوڑنے میں اندازہ رکھو۔ چنانچہ آپ لوہے کو اپنے ہاتھوں سے جیسے چاہتے موڑ لیتے تھے۔ (2) آپ زبور کی تلاوت ایسی خوش الحانی سے کرتے کہ کانوں نے ویسا حسنِ صوت کبھی نہ سنا تھا؛ نبی اکرم ﷺ نے ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا: «تمہیں آلِ داؤد کے خوش الحان سروں (مزامیر) میں سے ایک حصہ عطا ہوا ہے»۔ [متفق عليه]
وفات:	نبی کریم ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ داؤد علیہ السلام نے ۱۰۰ سال کی عمر پائی، پھر ان کے پاس ملک الموت آئے اور ان کی روح قبض کرلی، ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے انہیں دفن کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

نام:	**سلیمان بن داؤد؛** جو یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہودا کی نسل سے تھے۔
زمانہ:	اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد انہیں نبی اور بادشاہ بنایا، اور وہ اپنے والد کے جانشین بنے۔
قوم:	اللہ نے آپ کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا، اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ دیگر اقوام کی طرف بھی بھیجے گئے؛ جیسا کہ قومِ سبا کے ساتھ آپ کے قصے سے واضح ہے، اور وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے۔
صفات اور خصوصیات:	(3-1) ﴿فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ [الأنبياء: 79] اس وقت ہم نے سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا جبکہ ہم نے حکمت اور علم دونوں کو عطا کیا تھا۔ (4) ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النمل: 15] تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔ (6-5) ﴿رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ﴾ [النمل: 19] اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی، اور ایسا نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے، اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے صالح بندوں میں داخل فرما۔ (9-7) ﴿نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ [ص: 30] وہ کیا ہی بہترین بندے تھے، بے شک وہ کثرت سے اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ ﴿ثُمَّ أَنَابَ﴾ [ص: 34] پھر انہوں نے رجوع کیا۔
ذکر:	قرآن مجید میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر ۱۷ مرتبہ آیا ہے۔
معجزات و نشانیاں:	(1) **تختِ سلیمانی؛** لکڑی کا ایک بڑا تخت جس پر وہ اپنی سلطنت اور فوج کی تمام ضروریات اٹھاتے، پھر ہوا کو حکم دیتے تو وہ انہیں جہاں چاہتے اڑا کر لے جاتی؛ ﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ﴾ [الأنبياء: 81] اور سلیمان کے لئے ہم نے تیز و تند ہوا کو مسخر کر دیا جو ان کے حکم سے چلتی تھی۔ (2) **جنوں اور شیاطین پر تسلط؛** ﴿وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ﴾ [ص: 37] تمام شیاطین کو، جو عمارتیں بنانے والے اور غوطہ خور تھے۔ (3) ﴿وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ [سبأ: 12] اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا۔ (4) ﴿وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ﴾ [النمل: 16] اور انہوں نے کہا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔ ﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ قَوْلِهَا﴾ [النمل: 19] پس وہ اس (چیونٹی) کی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے۔ (5) ﴿وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ [النمل: 16] اور ہمیں ہر چیز عطا کی گئی ہے۔ مطلب ہر وہ چیز جس کی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ (5) ﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ﴾ [سبأ: 14] پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جو ان کی عصا کو کھا رہا تھا۔

حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام

حضرت زکریا علیہ السلام:

نام:	زکریا یا زکریاء بن برخیّا، حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسل سے تھے۔
زمانہ:	آپ سلیمان علیہ السلام کے کافی عرصے بعد مبعوث ہوئے۔
قوم:	اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔
پیشہ:	«زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔» [صحيح مسلم]
اہل وعیال:	آپ یحییٰ علیہ السلام کے والد تھے، اور آپ کی زوجہ محترمہ عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم بنت عمران کی بہن تھیں، نیز زکریا علیہ السلام ہی نے مریم علیہا السلام کی بچپن میں کفالت کی تھی۔
صفات اور خصوصیات:	(1) **شرفِ عبودیت:** ﴿عَبْدَهُ زَكَرِيَّا﴾ [مريم: 2] اپنے بندے زکریا کو۔ (2) **مستجاب الدعوۃ:** ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ﴾ [الأنبياء: 90] پس ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی۔ (3) ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾ [الأنبياء: 90] یقیناً وہ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے لئے عاجزی کرنے والے تھے۔
ذکر:	قرآن مجید میں زکریا علیہ السلام کا ذکر 7 مرتبہ آیا ہے۔
معجزات و نشانیاں:	(1) **شدید بڑھاپے اور زوجہ کے بانجھ ہونے کے باوجود بیٹے کی بشارت:** ﴿وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا﴾ [مريم: 8] اور میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی آخری حد کو پہنچ چکا ہوں۔ (2) **بشارت کی تصدیق کے لئے نشانی مانگنے پر حکم ہوا:** ﴿قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾ [مريم: 10] فرمایا؛ تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم تندرست ہونے کے باوجود تین راتیں لوگوں سے بات نہ کر سکو گے، چنانچہ آپ کی زبان بند کر دی گئی۔
وفات:	آپ کی موت کے بارے میں اختلاف ہے؛ بعض روایات کے مطابق آپ کا طبعی انتقال ہوا، جبکہ بعض کے مطابق آپ اپنی قوم سے بچنے کے لئے ایک درخت میں داخل ہو گئے تھے، مگر ظالموں نے آرا چلا کر درخت کے ساتھ آپ کو بھی دو ٹکڑے کر دیا تھا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام:

نام:	یحییٰ بن زکریا، حضرت سلیمان بن داؤد کی نسل سے تھے۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تعلق:	(1) «پھر اچانک میری ملاقات خالہ زاد بھائیوں، عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا صلوات اللہ علیہم سے ہوئی۔» [متفق عليه] (2) دونوں نبیوں کی صفات میں کافی مشابہت تھی، جیساکہ سورۂ مریم میں بیان کیا گیا ہے۔ (3) اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ (جو بڑھاپے اور بانجھ پن کی حالت میں ہوئی) پہلے بیان کیا، تاکہ لوگوں کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے ولادت کے معجزے کو سمجھنا آسان ہو جائے۔
زمانہ:	آپ زکریا علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے، اور عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ بھی پایا۔
صفات اور خصوصیات:	(1) عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے سب سے پہلے شخص؛ ﴿مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ﴾ [آل عمران: 39] اللہ کے کلمے (عیسیٰ) کی تصدیق کرنے والے۔ (2-4) ﴿وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ [آل عمران: 39] اور (علم وعبادت میں) سردار، گناہوں اور شہوات سے پاک / بے اولاد، اور صالحین میں سے نبی۔ (5) ان سے پہلے کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا، اور فضیلت میں ان کی برابری کوئی نہیں کر سکتا سوائے اس کے جسے مستثنیٰ کیا گیا ہو۔ (6-11) ﴿وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا * وَحَنَانًا مِنْ لَدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا * وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا * وَسَلَامٌ عَلَيْهِ﴾ [مريم: 12-15] اور ہم نے انہیں بچپن ہی میں حکمت و نبوت عطا فرمائی، اور اپنے پاس سے شفقت و نرم دلی، گناہوں سے پاکیزگی، اور وہ پرہیزگار اور اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے تھے، اور ان پر سلامتی ہے۔
ذکر:	قرآن مجید میں یحییٰ علیہ السلام کا ذکر ۵ مرتبہ آیا ہے۔
معجزہ:	آپ کو بچپن ہی میں گہری سمجھ اور بصیرت عطا کی گئی تھی، آپ نے کم عمری ہی میں تورات کو سمجھا اور اس پر عمل شروع کر دیا۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں: بچوں نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام سے کہا: ہمارے ساتھ چلیں، ہم کھیلتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا: ہمیں کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔
وفات:	متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید کئے گئے تھے۔

کلمۃ اللہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نام:	**عیسیٰ؛** اور وہی ''مسیح'' ہیں جو کوڑھی اور پیدائشی نابینا پر ہاتھ پھیرتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب ہو جاتے، جبکہ دجال کو ''مسیح'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ خراب اور مٹی ہوئی ہوگی، یعنی وہ کانا ہوگا۔
نسب:	آپ کی نسبت ان کی والدہ مریم بنت عمران کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ آپ کا کوئی باپ نہیں، اور یہ آپ کے لئے ایک معجزہ و نشانی ہے؛ اور مریم علیہا السلام ان چند کامل عورتوں میں سے ہیں جن کا ذکر صحیحین میں آیا ہے۔
القاب:	1- **روح الله:** یعنی ایک مبارک روح، جسے اللہ نے شرف کے طور پر اپنی طرف منسوب کیا۔ 2- **كلمة الله:** کیونکہ اللہ عزوجل نے انہیں اپنے کن (ہو جا) کے فرمان سے پیدا کیا تھا۔
کتاب:	اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر "انجیل" نازل کی، جو تورات کی تصدیق کرتی تھی۔
پیدائش:	آپ اللہ کے حکم (کن) سے پیدا ہوئے، اللہ نے آپ کی تخلیق کو آدم علیہ السلام کی تخلیق کے مشابہ قرار دیا۔ آپ مضبوط جسم کے مالک، درمیانے قد، کشادہ سینے، ہلکے گھنگریالے طویل بالوں والے تھے جو شانے تک آتے تھے، رنگت سرخ و سفید تھی، اور آپ سے سب سے زیادہ مشابہت صحابیِ رسول عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ رکھتے تھے۔
صفات اور خصوصیات:	(1) آپ اولوالعزم رسولوں میں سے ایک اور بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے۔ (2) حدیثِ شفاعت میں ہر نبی شفاعت سے عذر پیش کرتے ہوئے اپنا کوئی گناہ یا خطا یاد کرے گا، سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے جو (بغیر کسی گناہ کے ذکر کے) فرمائیں گے: «میرے علاوہ کسی اور (محمد ﷺ) کے پاس جاؤ۔» [متفق عليه] (3) ﴿وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ﴾ [البقرة: 87] اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو واضح معجزے عطا کئے اور روح القدس سے ان کی تائید کی۔ (4) ﴿وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ [آل عمران: 45] وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا اور اللہ کے مقرب بندوں میں شمار ہوگا۔ (5) ﴿قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ﴾ [الزخرف: 63] انہوں نے کہا: میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں۔ (6) ﴿لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ﴾ [النساء: 172] مسیح اللہ کا بندہ بننے سے ہرگز عار محسوس نہیں کرتے۔ (7) ﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً﴾ [المؤمنون: 50] اور ہم نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو ایک نشانی بنایا۔

قوم اور دین:	آپ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے، اور ان کے پاس اپنے عام مفہوم کے ساتھ "اسلام" لے کر آئے جو کہ: (صرف ایک اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا) ہے، اور یہی تمام انبیاء کا دین ہے۔
معجزات ونشانیاں:	(1) ﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ﴾ [آل عمران: 46] اور وہ گہوارے میں لوگوں سے باتیں کریں گے۔ (2) ﴿أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ [آل عمران: 49] میں تمہارے لئے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ (3) ﴿وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ [آل عمران: 49] اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ (4) ﴿وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ﴾ [آل عمران: 49] اور میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتا ہوں۔ (5) ﴿وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ﴾ [آل عمران: 49] اور جو کچھ تم کھاؤ اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرو میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ (6) ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ [النساء: 158] بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔ (7) ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ [النساء: 159] اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہونگے۔ (8) ﴿اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً﴾ [المائدة: 114] اے اللہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما۔
قرآن میں ذکر:	آپ کا ذکر "عیسیٰ" کے نام سے ۲۵ مرتبہ، "عیسیٰ ابن مریم" کے طور پر ۱۶ مرتبہ، "ابن مریم" کے طور پر ۱۷ مرتبہ، اور "مسیح" کے نام سے ۳ مرتبہ آیا ہے۔
احادیث میں ذکر:	(1) «میں لوگوں میں سب سے زیادہ ابن مریم کے قریب ہوں، اور انبیاء علاتی بھائی ہیں، میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے»۔ [متفق علیه] (2) «بنی آدم کا کوئی ایسا مولود (بچہ) نہیں ہے جسے پیدا ہوتے وقت شیطان نہ چھوتا ہو، چنانچہ وہ شیطان کے چھونے کی وجہ سے چلا کر روتا ہے، سوائے مریم اور ان کے بیٹے کے»۔ [متفق علیه] (3) «قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم میں ابن مریم ایک عادل حکمران کے طور پر نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، اور مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا»۔ [متفق علیه]
وفات:	وہ فوت نہیں ہوئے؛ بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا، اور وہ آخری زمانے میں واپس آئیں گے، پھر دجال کو اور خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، جزیہ ختم کریں گے، اور عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کریں گے، پھر ان کی وفات ہوگی تو مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے اور انہیں دفن کریں گے۔

نصاری کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقائد کا رد:

[1] **ان کا یہ دعویٰ کہ عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں:** نصاری کا یہ عقیدہ نہایت سنگین اور بڑا گمراہ کن ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾﴾ [مريم] اور انھوں نے کہا رحمان نے کوئی اولاد بنالی ہے، یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں، اس بات پر انہوں نے رحمن کے لئے اولاد کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ رحمن کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے، آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں۔

[2] **ان کا یہ دعویٰ کہ عیسیٰ ہی اللہ ہیں:** جبکہ وہ صرف ایک انسان، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ وہ معبود (الٰہ) ہیں، وہ کافر ہے: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ [المائدة:17] یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔

[3] **ان کا یہ دعویٰ کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے (تثلیث کا عقیدہ):** اور جو ایسا کہتا ہے وہ کافر ہے: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ﴾ [المائدة: 73] بلاشبہ وہ لوگ کافر ہو چکے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ الٰہ تو صرف وہی اکیلا ہے۔

مسیح ابن مریم ایک انسان تھے، ماں سے پیدا ہوئے، کھاتے پیتے تھے، اٹھتے اور سوتے تھے، تکلیف محسوس کرتے اور روتے تھے، جبکہ معبود ان تمام باتوں سے پاک ہوتا ہے، تو وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟! بلکہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں: ﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾ [المائدة: 75] مسیح ابن مریم ایک رسول ہی تھے، جن سے پہلے کئی رسول گزر چکے ہیں ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے، دیکھئے ہم ان کے لیے کیسے واضح دلائل پیش کر رہے ہیں پھر یہ بھی دیکھئے کہ یہ لوگ کدھر سے بہکائے جا رہے ہیں؟

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے والے عوامل بے شمار ہیں، ہمارے اور ان کے درمیان بنیادی عقائد کا جو اختلاف پایا جاتا ہے، اس کی موجودگی میں فکری یا دینی قربت کی گنجائش اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنے موجودہ عقائد کو چھوڑ کر ایک اللہ کو واحد معبود ماننے والے، نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے والے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی اور بشر ماننے والوں کی صف میں شامل نہ ہو جائیں۔

نصاری کی دیگر گمراہیاں:

[1] **ان کا یہودیوں اور مسلمانوں کے ساتھ رویہ:** یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھٹلاتے ہیں، ان کا گمان ہے کہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا اور سولی پر چڑھایا، اور ان کی والدہ پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں! اس کے باوجود نصاری ان سے دوستی رکھتے ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں، اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں، حالانکہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔

[2] **انجیل میں تحریف:** یعنی تبدیلی یا اضافے کے ذریعے الفاظ کی تحریف، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کی طرف برائی اور شر کی نسبت کرکے معانی کی تحریف۔

[3] **حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا انکار:** باوجود اس کے کہ بائبل کے عہدِ جدید اور عہدِ قدیم دونوں میں آپ ﷺ کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

[4] **تحریف شدہ تورات کو صحیح ماننا:** جبکہ اس میں اللہ کی شان میں گستاخی، اس کی تنقیص، انبیاء کی شان میں گستاخی، اور دیگر ایسی باتیں ہیں جن سے ان کے کفر کی شنیع حالت کا علم ہوتا ہے۔

[5] **انبیاء کی طرف عیوب و نقائص کو منسوب کرنا۔**

نصاری کے ساتھ مکالمے کے لئے اہم نکات:

[1] **انجیل کی اسنادی حیثیت:** نصاری کے پاس جو اناجیل موجود ہیں، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ آسمانی کے کافی عرصہ بعد لکھی گئیں، اور یہ وہ انجیل نہیں جو اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی تھی، حتیٰ کہ چاروں اناجیل کے مصنفین کی نسبت بھی ثابت نہیں۔

[2] **اناجیل میں واضح تضاد اور غلطیاں:** یہ کتابیں آپس میں شدید اختلاف رکھتی ہیں اور ان میں کئی تاریخی و سائنسی غلطیاں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ ٱللَّهِ لَوَجَدُوا۟ فِيهِ ٱخْتِلَٰفًا كَثِيرًا﴾ [سورة النساء]

[3] **اللہ اور انبیاء کے متعلق گستاخانہ باتیں:** نصاری کی کتابوں میں اللہ اور انبیاء کرام کے بارے میں گستاخانہ بیانات موجود ہیں۔

[4] **حضرت محمد ﷺ کی بشارت:** اناجیل میں تحریف کے باوجود، اس میں حضرت محمد ﷺ کی آمد کی خوشخبری ملتی ہے۔

[5] **حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مصلوبیت کے متعلق تضادات:** صلیب اور تثلیث کے متعلق نصاری کی کتابوں میں شدید تضادات اور بے ربطی پائی جاتی ہے۔

[6] **عیسائی عقائد کی تاریخ اور کلیسائی کونسلیں:** عیسائیت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عقائد میں کئی تبدیلیاں آئیں، اور مختلف کونسلوں میں بعض عقائد کو مسترد کیا گیا جبکہ بعض کو تسلیم کیا گیا، حتیٰ کہ نصاری کے مختلف فرقے ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے رہے ہیں۔

آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نسبِ مبارک:	آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہیں، اور عدنان، اسماعیل ذبیح بن ابراہیم خلیل علیہما السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کا نسب تمام اہل زمین میں سب سے اعلیٰ اور پاکیزہ ہے، حدیث میں ہے کہ ہرقل (روم کے بادشاہ) نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے تم سے ان کے نسب کے بارے میں پوچھا، تو تم نے ذکر کیا کہ وہ تم میں اعلی نسب والے ہیں، اسی طرح رسول اپنی قوم کے اعلی نسب میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ [متفق علیه]
آپ ﷺ کا انتخاب:	آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے اولادِ اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا، اور کنانہ میں سے قریش کو چنا، اور قریش میں سے بنوہاشم کو چنا، اور مجھے بنوہاشم میں سے چنا۔ [صحيح مسلم]

اسمائے مبارکہ:		آپ کے تمام اسماء صفاتی ہیں، جو محض پہچان کے لئے نہیں بلکہ ایسی صفات پر دلالت کرتے ہیں جو آپ میں بالفعل موجود تھیں، اور جو آپ کی مدح وعظمت کا باعث ہیں۔ ان میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:
	محمد:	یہ آپ ﷺ کا سب سے مشہور نام ہے، اور تورات میں بھی صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ اس کا مطلب ہے: وہ شخصیت جس کی بہت سی خوبیاں ہوں جن پر اسے سراہا جائے۔
	احمد:	یعنی مخلوق میں اللہ کی سب سے زیادہ حمد کرنے والے، اور آسمان وزمین، دنیا وآخرت کے تمام لوگ آپ کی خوبیوں کی وجہ سے آپ کی تعریف کرتے ہیں، اور یہ وہ نام ہے جس کے ساتھ مسیح علیہ السلام نے آپ کو موسوم کیا۔
	المتوکل:	آپ کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ آپ نے دینِ حق کے قیام کے لئے اللہ پر مکمل توکل کیا، ایسا توکل جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔

اسمائے مبارکہ:	الماحي:	یعنی وہ ذات جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفر کو مٹادیا، کفر کا ایسا زوال کسی اور کے ہاتھوں نہیں آیا جیسا کہ آپ کے ذریعے ہوا۔
	الحاشر:	یعنی وہ ذات جن کے قدموں پر لوگوں کو (قیامت کے دن) جمع کیا جائے گا۔ گویا آپ کو اسی مقصد کے لئے بھیجا گیا کہ لوگوں کو حشر کے میدان میں یکجا کریں۔
	العاقب:	وہ ذات جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، پس آپ خاتم النبیین ہیں۔
	المقفي:	جو اپنے سے پہلے آنے والوں کے نقشِ قدم پر چلے، پس اللہ نے آپ کو سابقہ رسولوں کے نقشِ قدم پر بھیجا۔
	نبي التوبة:	جن کے ذریعے اللہ نے اہلِ زمین پر توبہ کا دروازہ کھولا، پس آپ کی امت کو ایسی عام معافی عطا ہوئی جو کسی امت کو پہلے نصیب نہ ہوئی تھی، اور آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ استغفار اور توبہ کرنے والے تھے۔
	نبي الملحمة:	جنہیں اللہ کے دشمنوں سے جہاد کے لئے مبعوث کیا گیا، چنانچہ کسی نبی اور ان کی امت نے کبھی ایسا جہاد نہیں کیا جیسا رسول اللہ محمد ﷺ اور آپ کی امت نے کیا، اور جو بڑے بڑے معرکے وقوع پذیر ہوئے ان کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔
	نبي الرحمة:	وہ نبی جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، آپ کی رحمت سے تمام انسانیت نے فائدہ اٹھایا، اہلِ ایمان کو اس میں سب سے زیادہ حصہ ملا، اور کفار واہلِ کتاب نے بھی آپ کی رعایت، عہد وامان اور عدل واحسان کے سائے میں زندگی گزاری۔
	الفاتح:	جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے بند دروازے کھول دیے، اندھی آنکھوں، بہرے کانوں، اور بند دلوں کو آپ کے ذریعے روشنی، سماعت اور بصیرت ملی، آپ کے ذریعے کفار کے شہر فتح ہوئے، جنت کے دروازے کھلے، اور علمِ نافع و عملِ صالح کے راستے روشن ہوئے۔
	الأمين:	آپ تمام جہانوں میں اس نام کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، یہ لقب آپ کے شایانِ شان ہے، کیونکہ آپ اللہ کے دین اور وحی کے امین تھے، زمین وآسمان کے تمام افراد میں سب سے زیادہ امانت دار آپ ہی تھے، یہاں تک کہ بعثت سے قبل بھی قریش کے کفار آپ کو "الامین" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

اسمائے مبارکہ:	البشیر:	اطاعت کرنے والوں کے لئے ثواب کی خوشخبری دینے والے،اور نافرمانی کرنے والوں کو عذاب سے ڈرانے والے۔
	سید ولد آدم:	آپ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور کوئی فخر نہیں۔ [ترمذی، ابن ماجه]
	السراج المنیر:	ایسا روشن چراغ جو بغیر جلائے روشنی دیتا ہے، برخلاف "وہّاج" (تپتے ہوئے چراغ) کے کہ اس میں جلانے کا مفہوم بھی شامل ہوتا ہے۔
		آپ اللہ کے سب سے کامل بندے ہیں، آپ نے بندگی کے تمام درجات کو مکمل کیا، آپ کی عبودیت عام بندوں سے بلند، اور خاص بندوں سے بھی اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔

آپ ﷺ کی مختصر اوصافِ حمیدہ:	آپ ﷺ کا کامل ترین وصف وہی ہے جو آپ نے خود اپنے بارے میں بیان فرمایا: میں محمد، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، مجھے یہ پسند نہیں کہ تم مجھے میرے اس مقام سے اوپر اٹھاؤ جو اللہ عزوجل نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ [مسند احمد]
	آپ ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے اور بہترین شکل وصورت والے تھے؛ ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [القلم: 4] اور بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اخلاق قرآن تھا، آپ اس پر عمل کرتے تھے، اس کی حدود پر قائم رہتے؛ وہی پسند کرتے جو قرآن نے پسند کیا، اور وہ ناپسند کرتے جو قرآن نے ناپسند کیا۔
	آپ اللہ کے خلیل (گہرا دوست) بھی ہیں؛ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا، جیسے کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ [مسلم]

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک:	جسمِ مبارک:	حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک سفید، چمک دار تھا اور آپ ﷺ کا پسینہ موتی کی طرح تھا، جب آپ چلتے، آگے کو جھک کر چلتے اور میں نے دیباج اور ریشم کو بھی اتنا نرم نہیں پایا جتنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں کو نرم پایا اور میں نے مشک و عنبر میں بھی وہ خوشبو نہ پائی جو آپ ﷺ کے جسم مبارک میں تھی۔ [صحيح مسلم]
	قد و قامت:	حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ درمیانے قد کے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان کشادگی تھی، آپ کے بال مبارک کانوں کی لو تک پہنچتے تھے، میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا، میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز کبھی نہیں دیکھی۔ [متفق عليه]
	چہرۂ انور:	حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں نے (توبہ قبول ہونے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو چہرہ مبارک مسرت و خوشی سے چمک رہا تھا، جب بھی نبی کریم ﷺ کسی بات پر مسرور ہوتے تو چہرہ مبارک چمک اٹھتا، ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ ﷺ کی خوشی کو ہم اسی سے پہچان جاتے تھے۔ [متفق عليه] بخاری میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کا چہرہ چاند کی طرح گول تھا۔
	بال مبارک:	انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے ہاتھ بھرے ہوئے تھے، میں نے آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا، آپ ﷺ کے بال نہ بہت گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔ [متفق عليه]
	منہ اور آنکھیں:	صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "رسول اللہ ﷺ کشادہ دہن والے تھے"، "آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے تھے"، اور "ایڑیوں پر گوشت کم تھا"۔
	پسینہ مبارک:	صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا، آپ کو پسینہ آیا تو میری والدہ ایک شیشی لے آئیں اور پسینہ جمع کرنے لگیں، نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں، کیونکہ یہ بہترین خوشبو ہے۔
	مہرِ نبوت:	آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی، جو آپ ﷺ کے جسدِ اطہر پر ابھری ہوئی ایک چیز تھی، جیسے تل ہوتا ہے۔ مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ کے کندھے کے پاس کبوتر کے انڈے کی مثل مہرِ نبوت دیکھی، جو آپ کے جسمِ مبارک کے رنگ سے ملتی جلتی تھی۔

آپ ﷺ کی صفات اور اخلاق مبارکہ:		
صحابہ کرام کی آپ سے محبت و تعظیم:	مسلم میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی نہ تھا، اور نہ ہی میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ کسی کی عظمت تھی، اور آپ کے جلال و تعظیم کی وجہ سے مجھ میں یہ تاب نہ تھی کہ میں آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ سکوں، اگر مجھ سے آپ کا حلیہ بیان کرنے کو کہا جائے تو میں نہیں کر سکتا؛ کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ کو دیکھ ہی نہیں پاتا تھا۔ بخاری میں ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے صلح حدیبیہ کے دن قریش سے کہا: واللہ! میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی اس طرح کرتے ہوں جیسے محمد ﷺ کے صحابہ محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں، واللہ! جب بھی آپ تھوکتے ہیں تو وہ ان میں سے کسی نہ کسی شخص کی ہتھیلی میں گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتا ہے، جب آپ انہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً تعمیل کرتے ہیں، جب آپ وضو کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ آپ کے وضو کے پانی پر لڑ پڑیں گے، جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں، اور تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھتے۔
	اللہ کے ساتھ ادب:	مسند احمد اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: آپ ہمارے سردار ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: سردار تو اللہ ہے، ہم نے کہا: آپ ہم میں سب سے افضل اور سب سے بڑے مرتبے والے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہی کہو جیسا تم پہلے کہہ رہے تھے، یا کچھ ایسا کہو، لیکن شیطان تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے (کہ حد سے بڑھ جاؤ)۔
	شجاعت:	حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب جنگ شدید ہو جاتی اور فریقین کا آمنا سامنا ہوتا تو ہم رسول اللہ ﷺ کی پناہ لیا کرتے تھے، پس کوئی بھی شخص دشمن کے اتنا قریب نہیں ہوتا تھا جتنے آپ ﷺ ہوتے تھے۔ [أحمد والحاكم]
	خوف خدا:	بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔
	اہل خانہ کے ساتھ اچھا برتاؤ:	آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہترین ہے، اور میں اپنے اہل خانہ کے لئے تم سب سے بہترین ہوں۔ [ابو داود والترمذی]

آپ ﷺ کی صفات اور اخلاقِ مبارکہ:

حیا:	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے، جب آپ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو ہم آپ کے چہرے سے پہچان لیتے۔ [متفق علیه]
آسانی اختیار کرنا:	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: «نبی ﷺ کو جب بھی دو امور میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے آسان کو اختیار فرمایا، جب تک کہ اس میں گناہ نہ ہو، لیکن اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے۔» [متفق علیه]
ذاتی انتقام نہیں لیتے تھے:	پچھلی حدیث کی تکمیل ہے: «اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی ایسی تکلیف یا زیادتی کا بدلہ نہیں لیا جو آپ ﷺ کے ساتھ کی گئی ہو، یہاں تک کہ اللہ کی حرمتوں کو پامال کیا جائے، تو آپ ﷺ اللہ کی خاطر انتقام لیتے تھے۔» [متفق علیه]
کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے:	امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: «رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا؛ اگر آپ ﷺ کو وہ پسند ہوتا تو اسے کھا لیتے، اور اگر ناپسند ہوتا تو چھوڑ دیتے۔»
تحفہ قبول فرماتے تھے:	امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: «رسول اللہ ﷺ تحفہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ بھی عطا فرماتے تھے۔»
صدقہ نہیں کھاتے تھے:	شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک آلِ محمد ﷺ صدقہ نہیں کھاتے۔
تواضع وانکساری:	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے گفتگو کرنے لگا تو خوف سے اس کے جسم کے گوشت کے ٹکڑے لرزنے لگے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: «اپنے آپ پر آسانی کرو؛ میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں، میں تو ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔» [ابن ماجه]
خدمت:	اسود بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ اپنے اہلِ خانہ کے کام میں مشغول رہتے تھے، یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت کرتے تھے، پھر جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ [بخاری]
جاہلوں سے تغافل:	«کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ کس طرح اللہ تعالی قریش کی گالیوں اور ان کی لعنت کو مجھ سے پھیر دیتا ہے؟! وہ 'مذمم' (برا بھلا کہا گیا شخص) کو گالی دیتے ہیں اور 'مذمم' پر لعنت کرتے ہیں، جبکہ میں 'محمد' (قابل تعریف) ہوں۔» [بخاری]

آپ ﷺ کی صفات اور اخلاقِ مبارکہ:	صداقت:	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ‹‹رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی، اور آپ ﷺ صادق ومصدوق تھے۔›› [متفق عليه]
	اپنے خادم کے ساتھ برتاؤ:	حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ‹‹میں نے دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کی، لیکن آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا، نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا، اور نہ یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔›› [متفق عليه]
	صحابہ سے ممتاز نہ ہونا اور وسعتِ قلبی:	امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا، مسجد میں اسے بٹھایا، پھر اسے باندھ دیا اور ان سے پوچھا: تم میں سے محمد کون ہیں؟ اس وقت رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ ہم نے اس سے کہا: یہ سفید رنگت والے شخص ہیں جو ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ اس شخص نے آپ ﷺ سے کہا: اے عبدالمطلب کے بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «قَدْ أَجَبْتُكَ». میں حاضر ہوں، تمہاری بات سن رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور سوال میں آپ پر سختی کروں گا، لہٰذا آپ میرے کسی سوال پر اپنے دل میں مجھ سے ناراض نہ ہونا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «سَلْ مَا بَدَا لَكَ» جو تمہارے دل میں آئے، پوچھ لو۔ اس شخص نے کہا: میں آپ کو آپ کے رب اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ ہی نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اَللّٰهُمَّ نَعَمْ» اے اللہ! ہاں۔ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اَللّٰهُمَّ نَعَمْ» اے اللہ! ہاں۔ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم سال کے اس مہینے کے روزے رکھیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اَللّٰهُمَّ نَعَمْ» اے اللہ! ہاں۔ اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مال داروں سے یہ زکوٰۃ وصول کریں اور اسے ہمارے فقیروں میں تقسیم کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «اَللّٰهُمَّ نَعَمْ» اے اللہ! ہاں۔ اس شخص نے کہا: میں ان تمام احکام پر ایمان لایا جو آپ لے کر آئے ہیں، اور میں اپنی قوم کے ان لوگوں کا نمائندہ ہوں جو میرے پیچھے ہیں، اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں، بنو سعد بن بکر کا بھائی۔
	آپ ﷺ کی روزی:	امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: ‹‹محمد کی اہل وعیال نے آپ ﷺ کی وفات تک مسلسل دو دن جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔››
	زہد وورع:	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ‹‹مجھے یہ بات خوش نہیں کرے گی کہ میرے پاس اس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور مجھ پر تین دن گزر جائیں جبکہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی ہو، سوائے اس مال کے جسے میں کسی قرض کی ادائیگی کے لئے محفوظ رکھوں، یا یہ کہ میں اللہ کے بندوں کے لئے اسے اس طرح، اس طرح اور اس طرح خرچ کر دوں۔›› [متفق عليه]

آپ ﷺ کی صفات اور اخلاقِ مبارکہ:	درگزر کرنا:	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: «آپ ﷺ نہ فحش گو تھے، نہ بدزبانی کرنے والے، نہ بازاروں میں شور مچانے والے، اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے؛ بلکہ معاف فرماتے اور درگزر کر دیتے تھے۔» [احمد، ترمذی]
	خواتین کے ساتھ:	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: «رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔» [متفق علیه]
	آپ ﷺ کا گھر اور طرزِ زندگی:	امام مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، میں آکر بیٹھ گیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ایک تہہ بند پہنے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ کوئی چیز آپ کے جسم پر نہیں ہے، چٹائی سے آپ کے پہلو پر نشان پڑ گئے تھے، اور میں نے دیکھا کہ ایک صاع کے بقدر تھوڑا سا جو تھا، کمرہ کے ایک کونے میں ببول کے پتے تھے، اور ایک مشک لٹک رہی تھی، میری آنکھیں بھر آئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "ابن خطاب: تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں، اس چٹائی سے آپ کے پہلو پر نشان پڑ گئے ہیں، یہ آپ کا توشہ خانہ ہے جس میں بس یہ یہ چیزیں نظر آ رہی ہیں، اور وہ قیصر و کسریٰ پھلوں اور نہروں میں آرام سے رہ رہے ہیں، آپ تو اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے برگزیدہ ہیں، اور یہ آپ کا توشہ خانہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ہمارے لیے یہ سب کچھ آخرت میں ہو، اور ان کے لیے دنیا میں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔
لباس، کھانے اور پینے میں آپ ﷺ کا طریقہ:	پسندیدہ رنگ:	آپ ﷺ کو سب سے زیادہ سفید رنگ پسند تھا؛ آپ ﷺ نے فرمایا: «کپڑوں میں سفید لباس پہنا کرو، کیونکہ یہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہے، اور اپنے مردوں کو بھی اسی میں کفن دیا کرو۔» [ابوداؤد، ترمذی]
	لباس:	آپ ﷺ کو جو لباس میسر ہوتا، وہی زیبِ تن فرمالیتے؛ کبھی اون کا لباس پہنتے، کبھی سوتی اور کبھی کتان کا۔ جب آپ ﷺ قمیص پہنتے تو اس کی دائیں جانب سے آغاز فرماتے۔
	میانہ روی اختیار کرنا:	بعض سلف کا قول ہے کہ آپ ﷺ لباس میں دو طرح کی شہرت کو ناپسند کرتے تھے؛ بہت اعلیٰ اور بہت گھٹیا۔ ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «جو شخص شہرت کا لباس پہنے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ذلت کا لباس پہنائے گا، پھر اس میں آگ بھڑک اٹھے گی۔» کیونکہ اس نے یہ لباس تکبر اور فخر کے ارادے سے پہنا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی سزا دی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا گھسیٹ کر چلے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔» [متفق علیه]

لباس، کھانے اور پینے میں آپ ﷺ کا طریقہ:

آپ ﷺ کا کھانا:

آپ ﷺ موجود چیز کو رد نہیں فرماتے تھے اور نہ غیر موجود چیز کو حاصل کرنے کے لئے تکلف کرتے تھے، چنانچہ پاکیزہ اور حلال کھانوں میں سے جو چیز بھی آپ ﷺ کے سامنے پیش کی جاتی، اسے تناول فرمالیتے، البتہ اگر طبیعت اسے پسند نہ کرتی تو حرام قرار دئے بغیر چھوڑ دیتے۔

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: «نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا؛ اگر آپ ﷺ کو وہ پسند ہوتا تو کھالیتے، ورنہ چھوڑ دیتے۔» جیسے آپ ﷺ نے گوہ کا گوشت اس لئے نہیں کھایا کہ آپ ﷺ کو اس کی عادت نہ تھی۔

آپ ﷺ کے کھانے کا طریقہ:

- آپ ﷺ کا زیادہ تر کھانا دستر خوان پر زمین پر رکھا جاتا تھا۔
- آپ ﷺ اپنی تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔
- آپ ﷺ کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں اللہ کی حمد بیان کرتے تھے۔
- آپ ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو اپنی انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے۔

آپ ﷺ کا پینا:

آپ ﷺ زیادہ تر بیٹھ کر پانی پیتے تھے، بلکہ کھڑے ہو کر پینے سے منع بھی فرمایا۔ تاہم کسی ایسے عذر کی صورت میں جس کی وجہ سے بیٹھنا ممکن نہ ہو، کھڑے ہو کر پینا جائز ہے۔ اور جب آپ ﷺ کچھ پیتے تو اسے اپنے دائیں جانب موجود شخص کو دیتے، خواہ آپ ﷺ کے بائیں جانب موجود شخص عمر یا مرتبے میں اس سے بڑا ہی کیوں نہ ہو۔

نکاح اور معاشرت میں آپ ﷺ کا طریقہ:

- آپ ﷺ نے فرمایا: «تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے عورتیں اور خوشبو مجھے محبوب بنائی گئی ہیں، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے»۔ [نسائی]
- آپ ﷺ اپنی ازواج کے درمیان شب باشی، رہائش اور نفقہ کے معاملے میں باری مقرر کر کے برابری فرماتے تھے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شیخین نے روایت کیا ہے: «جب آپ ﷺ سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ ڈالتے، پھر جس کے نام قرعہ نکلتا اسے اپنے ساتھ سفر پر لے جاتے»۔ اور باقی ازواج کے لئے اس سفر کی تلافی میں کوئی اضافی باری مقرر نہیں فرماتے تھے۔
- آپ ﷺ کا اپنی ازواج کے ساتھ طرزِ زندگی حسنِ معاشرت اور حسنِ اخلاق پر مبنی تھا۔
- آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انصار کی بچیوں کو بھیجتے تھے تا کہ وہ ان کے ساتھ کھیلیں اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی ایسی چیز کو پسند کرتیں جس میں کوئی شرعی ممانعت نہ ہوتی تو آپ ﷺ ان کی پسند میں ان کا ساتھ دیتے تھے۔
- آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ٹیک لگا کر قرآن پڑھتے تھے، اور بسا اوقات وہ حالتِ حیض میں بھی ہوتی تھیں۔
- جب وہ حالتِ حیض میں ہوتیں تو آپ ﷺ انہیں تہبند باندھنے کا حکم دیتے، پھر ان سے مباشرت فرماتے تھے۔

......	• آپ ﷺ روزے کی حالت میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بوسہ دیتے تھے۔ • آپ ﷺ کے اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ لطف وکرم اور حسنِ اخلاق میں سے یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ انہیں کھیلنے کا موقع دیتے تھے، آپ ﷺ نے سفر کے دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دو مرتبہ پیدل دوڑ لگائی، اور ایک مرتبہ گھر سے نکلتے وقت دونوں نے ایک دوسرے کو آگے بڑھنے کی کوشش کی۔ • جب آپ ﷺ سفر پر جاتے اور واپس تشریف لاتے تو رات کے وقت اپنے اہلِ خانہ کے پاس اچانک نہیں پہنچتے تھے، بلکہ آپ ﷺ اس سے منع فرماتے تھے۔
سونے اور بیدار ہونے میں آپ ﷺ کا طریقہ:	• جب آپ ﷺ سونے کے لئے اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے: «بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا». آپ ﷺ ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں جمع کرتے، پھر ان میں پھونک مارتے اور ان میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے، پھر جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر دونوں ہاتھ پھیرتے؛ پہلے اپنے سر، چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے پر ہاتھ پھیرتے، آپ ﷺ ایسا تین مرتبہ کرتے تھے۔ [بخاري] آپ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے، پھر تین مرتبہ فرماتے: «اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ» [اصحاب سنن]۔ امام بخاری کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے: «الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ» پھر آپ ﷺ مسواک کرتے۔ • آپ ﷺ رات کے ابتدائی حصے میں سوتے اور آخری حصے میں قیام کرتے، اور بسا اوقات مسلمانوں کے مصالح وضروری کاموں میں مشغول رہنے کی وجہ سے رات کے ابتدائی حصے میں بیدار رہتے تھے۔ • آپ ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں، لیکن آپ ﷺ کا دل نہیں سوتا تھا۔ • جب آپ ﷺ سو جاتے تو لوگ آپ ﷺ کو بیدار نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ خود بیدار ہوتے۔ • آپ ﷺ کی نیند معتدل ترین نیند تھی، (یعنی رات کے ابتدائی نصف حصے اور آخری چھٹے حصے میں)، اور یہی نیند کی سب سے زیادہ نفع بخش مقدار ہے۔
معاملات میں آپ ﷺ کا طریقہ:	• آپ ﷺ مذاق کرتے تھے، لیکن مذاق میں بھی حق ہی بیان فرماتے تھے۔ • آپ ﷺ کنایہ کے انداز میں گفتگو فرماتے تھے، لیکن کنایے میں بھی حق ہی کہتے تھے۔ • آپ ﷺ مشورہ کرتے تھے اور دوسروں سے مشورہ لیتے تھے۔ • آپ ﷺ مریض کی عیادت فرماتے، جنازے میں شریک ہوتے، دعوت قبول فرماتے، اور بیوہ، مسکین اور کمزور شخص کے ساتھ ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے چلتے تھے۔ • آپ ﷺ نے شعری مدح سنی اور اس پر بدلہ بھی دیا، آپ ﷺ کی تعریف میں جو کچھ شعر کے ذریعے بیان کیا گیا، وہ آپ ﷺ کی خوبیوں میں سے ایک معمولی حصہ تھا؛ جبکہ دوسرے لوگوں کی مدح کے بارے میں اکثر معاملہ جھوٹ کا ہوتا ہے۔

معاملات میں آپ ﷺ کا طریقہ:

- آپ ﷺ خود اپنی جوتی کی مرمت کرتے، اپنے ہاتھ سے کپڑے میں پیوند لگاتے، اپنی ڈول کی مرمت کرتے، اپنی بکری کا دودھ دوہتے، اپنے کپڑے سے جوئیں نکالتے، اپنے اہلِ خانہ اور اپنی ذات کی خدمت کرتے، اور مسجد کی تعمیر میں صحابہ کے ساتھ اینٹیں اٹھا کر لے جاتے تھے۔
- آپ ﷺ کبھی بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے اور کبھی پیٹ بھر کر کھاتے تھے۔
- آپ ﷺ مہمانوں کی میزبانی بھی کرتے اور خود بھی مہمان بنتے تھے۔
- آپ ﷺ نے اپنے سر کے درمیان، دونوں قدموں کے اوپر، گردن کی دونوں رگوں اور دونوں کندھوں کے درمیان حجامہ کروایا۔
- آپ ﷺ نے علاج بھی کروایا اور داغ کر علاج بھی کروایا، لیکن خود داغ نہیں لگوایا؛ آپ ﷺ نے دم بھی کیا لیکن کسی سے اپنے لئے دم نہیں کروایا، اور مریض کو ان چیزوں سے روکتے تھے جو اسے نقصان پہنچا سکتی تھیں۔
- آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ معاملات میں سب سے بہتر تھے، اور جب آپ ﷺ کسی سے قرض لیتے تو اس سے بہتر چیز واپس دیتے تھے۔

چلنے میں آپ ﷺ کا طریقہ:

- آپ ﷺ لوگوں میں سب سے تیز، سب سے عمدہ اور سب سے پُر سکون انداز میں چلنے والے تھے۔
- آپ ﷺ اپنے صحابہ سے زیادہ تیزی سے چلتے تھے، یہاں تک کہ صحابہ کے لئے آپ ﷺ کے ساتھ چلتے رہنا دشوار ہو جاتا تھا۔
- آپ ﷺ کبھی ننگے پاؤں چلتے اور کبھی جوتے پہن کر۔
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے اور آپ ﷺ ان کے پیچھے چلتے تھے۔
- آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ کبھی ایک ایک کرکے اور کبھی جماعت کی صورت میں ساتھ چلتے تھے۔

ذکرِ الٰہی میں آپ ﷺ کا طریقہ:

- آپ ﷺ اللہ تعالی کا سب سے زیادہ کامل ذکر کرنے والے انسان تھے، بلکہ آپ ﷺ کی تمام گفتگو اللہ تعالی کے ذکر اور اس سے متعلق امور ہی پر مشتمل ہوتی تھی۔
- آپ ﷺ نیند سے بیدار ہونے کے وقت، نماز شروع کرتے وقت، گھر سے نکلتے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت، صبح و شام، لباس پہننے کے وقت، گھر میں داخل ہوتے یا اس سے نکلتے وقت، بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت، وضو سے پہلے اور وضو کے بعد، اذان سننے کے وقت، چاند دیکھنے کے وقت، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد، چھینک آنے کے وقت اللہ تعالی کا ذکر فرماتے تھے۔

سنن فطرت اور ان کے متعلق امور:	سنن فطرت کی تعداد:	امام مسلم نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے: «دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کترنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغل کے بال اکھاڑنا، زیرِ ناف بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا»۔ راوی دسویں چیز بھول گئے۔
	دائیں جانب سے ابتدا:	آپ ﷺ کو جوتا پہننے، کنگھی کرنے، طہارت حاصل کرنے، کسی چیز کو لینے اور کسی کو دینے میں دائیں جانب سے ابتدا کرنا پسند تھا۔ آپ ﷺ کا دایاں ہاتھ کھانے، پینے اور طہارت کے لئے تھا، جبکہ بایاں ہاتھ بیت الخلاء اور اسی طرح کی دوسری جگہوں پر اذیت و گندگی دور کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔
	سر منڈوانا:	سر کے بال منڈوانے کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ یا تو پورے سر کے بال چھوڑ دیے جائیں یا پورے سر کے بال منڈوا دیے جائیں۔
	مسواک:	آپ ﷺ مسواک کو بہت پسند فرماتے تھے، آپ ﷺ حالتِ افطار اور روزے دونوں میں مسواک کرتے، نیند سے بیدار ہونے کے وقت، وضو کے وقت، نماز کے وقت اور گھر میں داخل ہوتے وقت بھی مسواک کرتے تھے، آپ ﷺ کی مسواک پیلو (اراک) کی لکڑی کی ہوتی تھی۔
	خوشبو:	آپ ﷺ کثرت سے خوشبو استعمال کرتے اور اسے پسند کرتے تھے۔
	داڑھی اور مونچھیں:	آپ ﷺ نے فرمایا: «خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ» مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں خوب پست کرو۔ [متفق علیه]
	مقررہ مدت:	امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ‹‹ہمارے لئے مونچھیں کترنے اور ناخن تراشنے وغیرہ کے بارے میں مدت مقرر کی گئی کہ ہم چالیس راتوں سے زیادہ نہ چھوڑیں››۔
گفتگو میں آپ ﷺ کا طریقہ:	آپ ﷺ کی گفتگو:	• حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ‹‹رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح مسلسل اور تیزی سے گفتگو نہیں فرماتے تھے، بلکہ آپ ﷺ ایسی واضح اور جدا جدا گفتگو فرماتے تھے جسے آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے والا شخص یاد کر لیتا تھا››۔ [احمد ، ترمذی] • آپ ﷺ بات کو سمجھانے کے لئے اکثر تین بار دہراتے تھے تاکہ لوگ اسے اچھی طرح سمجھ سکیں، اور جب سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔

گفتگو، ہنسنے، رونے اور خطبے میں آپ ﷺ کا طریقہ:	......	• آپ ﷺ بلا ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے، بلکہ جامع اور مختصر کلام فرماتے تھے۔ • آپ ﷺ ان امور کے بارے میں گفتگو نہیں فرماتے تھے جو آپ سے متعلق نہ ہوتے، اور صرف انہی امور کے بارے میں گفتگو فرماتے جن میں آپ ثواب کی امید رکھتے تھے۔ • آپ ﷺ نہ فحش گو تھے، نہ بدزبانی کرنے والے اور نہ شور و غوغا کرنے والے تھے۔
	آپ کی ہنسی:	آپ ﷺ کی ہنسی صرف مسکراہٹ ہوتی تھی، اور آپ کے ہنسنے کی انتہا یہ ہوتی کہ آپ کی داڑھیں مبارک نظر آنے لگتیں۔
	آپ کا رونا:	• آپ ﷺ سسکیوں اور بلند آواز کے ساتھ نہیں روتے تھے، بلکہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور آپ ﷺ کے سینۂ مبارک سے رونے کی ہلکی سی آواز سنائی دیتی تھی۔ • کبھی آپ ﷺ کا رونا میت پر رحمت کی وجہ سے ہوتا، کبھی اپنی امت کے بارے میں خوف اور اس پر شفقت کی وجہ سے، کبھی اللہ تعالی کے خوف و خشیت سے، اور کبھی قرآن سننے کے وقت ہوتا تھا۔
	آپ کا خطبہ:	• آپ ﷺ نے زمین پر، منبر پر، اونٹ پر اور اونٹنی پر خطبہ دیا۔ • حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور غصہ شدید ہو جاتا، یہاں تک کہ ایسا محسوس ہوتا جیسے آپ ﷺ کسی لشکر سے خبردار کرنے والے ہوں۔ [مسلم] • آپ ﷺ جب بھی خطبہ دیتے تو اس کی ابتدا اللہ تعالٰی کی حمد و ثناء سے کرتے۔ • آپ ﷺ ہر موقع پر مخاطبین کی ضرورت اور ان کی مصلحت کے تقاضے کے مطابق خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔
آپ ﷺ کی خصوصیات:	دین حنیف اور آسان شریعت کے ساتھ بعثت:	ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی شریعت میں توحید کی خالصیت اور اخلاق میں نرمی دونوں کو جمع فرمایا ہے۔ حنیفیت سے مراد توحید کو اختیار کرنا ہے، جبکہ سمحۃ (آسانی) سے مراد اخلاق میں نرمی اور آسانی ہے، اس کے برعکس شرک اور اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دینا ہے۔
	جن و انس دونوں کی طرف بعثت:	آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے، جبکہ مجھے تمام لوگوں کی طرف عمومی طور پر مبعوث کیا گیا ہے۔ [بخاری]
	کتاب اور دعوت:	الر، یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے، تاکہ آپ لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف، اس غالب اور قابل حمد ذات کے راستے کی طرف لے آئیں۔ [إبراهيم: 1]

آپ ﷺ کی خصوصیات:	معجزات:	آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ مجید ہے، اس کے علاوہ پچھلے انبیائے کرام ؑ کو جو بھی معجزات عطا کئے گئے، ان میں سے بہت سے معجزات کا حصہ آپ ﷺ کو بھی عطا ہوا۔
	آپ سے محبت ضروری ہے:	آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ [متفق عليه]
	آپ سے بغض رکھنے والا:	آپ سے بغض رکھنے والا کفر اکبر کا مرتکب ہے؛ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ [الكوثر:3] یقیناً آپ کا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔
	خلیل:	آپ ﷺ نے فرمایا: «بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے، جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا»۔ [مسلم]
	آپ اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں:	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ [الأحزاب: 7] اور جب ہم نے تمام نبیوں سے ان کا عہد لیا، اور آپ سے بھی، اور نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے بھی۔
	آپ ﷺ کا علم:	آپ ﷺ نے فرمایا: «بے شک تم سب میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اللہ کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا میں ہوں»۔ [بخاری] اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ﴾ [الأنعام:50] کہہ دیجیے: میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں، اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔
	آپ ﷺ کی پیروی اور مخالفت کرنے والے کا انجام:	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ [آل عمران:31] کہہ دیجیے: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور فرمایا: ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران:139] اور کمزور نہ پڑو اور غم نہ کرو، اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔ امام بخاری نے آپ ﷺ سے روایت کیا ہے: «تم سب جنت میں داخل ہو گے، سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا؛ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے انکار کیا»۔ اور امام احمد کی روایت میں ہے: «جس شخص نے میرے حکم کی مخالفت کی، اس کے لئے ذلت اور خواری مقرر کر دی گئی ہے»۔

<table>
<tr>
<td rowspan="3">آپ ﷺ کی خصوصیات:</td>
<td>آپ ﷺ کی امت:</td>
<td>﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ [آل عمران: 110] تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے؛ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔
آپ ﷺ نے فرمایا: «اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم اہلِ جنت کا نصف حصہ ہوگے»۔ [متفق عليه]</td>
</tr>
<tr>
<td>آپ ﷺ کا شہر:</td>
<td>آپ ﷺ کا شہر مکہ مکرمہ ہے؛ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ * فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾ [آل عمران: 96-97] اللہ تعالی کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت اور ہدایت والا ہے، جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے اللہ تعالی نے ان لوگوں پر جو اس طرف کی راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالی (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔
مکہ ایک حرم والا شہر ہے؛ آپ ﷺ نے فرمایا: «بے شک اللہ تعالی نے اس شہر کو اسی دن حرام قرار دیا تھا جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؛ پس یہ اللہ کی حرمت کی وجہ سے حرام ہے»۔ [متفق عليه]
اور یہ شہر قیامت تک مسلمانوں کے لئے ہے؛ آپ ﷺ نے فرمایا: «فتحِ مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے»۔</td>
</tr>
<tr>
<td>آپ ﷺ کا قبلہ:</td>
<td>آپ ﷺ کا قبلہ کعبہ تھا، جبکہ اس سے پہلے آپ ﷺ کا قبلہ بیت المقدس تھا؛ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ [البقرة: 144] ہم یقیناً آپ کے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، لہٰذا ہم ضرور آپ کو اس قبلے کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں؛ پس اپنا چہرہ مسجدِ حرام کی طرف پھیر لیجیے، اور تم جہاں کہیں بھی ہو، اپنے چہروں کو اسی کی طرف پھیر لیا کرو۔
مسجدِ حرام وہ پہلا مسجد ہے جو زمین میں قائم کیا گیا؛ حضرت ابوذر فرماتے ہیں: «میں نے رسول اللہ ﷺ سے زمین میں سب سے پہلے قائم کئے جانے والے مسجد کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مسجدِ حرام»۔ [متفق عليه]
اور آپ ﷺ نے فرمایا: «جو شخص اس گھر میں آئے، پھر نہ فحش بات کرے اور نہ گناہ کا ارتکاب کرے، وہ اس طرح واپس لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو»۔ [متفق عليه]
اور آپ ﷺ نے فرمایا: «مسجدِ حرام میں نماز کی فضیلت دوسرے مساجد کی نسبت ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، اور میری مسجد میں ایک ہزار نمازوں کے برابر، جبکہ مسجدِ بیت المقدس میں پانچ سو نمازوں کے برابر ہے»۔ [بزار]
اور آپ ﷺ نے فرمایا: «خاص طور پر سفر کی تیاری صرف تین مساجد کے لئے کی جائے: مسجدِ حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ»۔ [متفق عليه]
اور آپ ﷺ نے فرمایا: «جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو قبلے کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی طرف پشت کرو، بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کر لو»۔ [متفق عليه]</td>
</tr>
</table>

آپ ﷺ کی سات اولاد تھی؛ تین بیٹے اور چار بیٹیاں:

[1] **قاسم**: انہی کی نسبت سے آپ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔	[2] **زینب** رضی اللہ عنہا۔
[3] **رقیہ** رضی اللہ عنہا۔	[4] **ام کلثوم** رضی اللہ عنہا۔
[5] **فاطمہ** رضی اللہ عنہا۔	[6] **عبداللہ**: ان کے لقب طیب اور طاہر تھے۔

[7] **ابراہیم**: یہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے، جو آپ ﷺ کی باندی تھیں، آپ ﷺ کی باقی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھی؛ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی دوسری زوجہ سے آپ ﷺ کی کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

آپ ﷺ کی تمام اولاد آپ ﷺ کی زندگی ہی میں وفات پا گئی، سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے؛ وہ آپ ﷺ کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر اور ثواب کی نیت سے برداشت کرنے کی وجہ سے ان کے درجات اس قدر بلند فرمائے کہ انہیں تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت حاصل ہوئی، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تمام بیٹیوں میں مطلقاً سب سے افضل تھیں۔

آپ ﷺ کی تمام بیٹیوں نے اسلام کا دور پایا، اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔

آپ ﷺ کے گیارہ چچا تھے: جن میں سے صرف دو اسلام لائے؛ حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما

[1] سید الشہداء **حضرت حمزہ** رضی اللہ عنہ	[2] **حضرت عباس** رضی اللہ عنہ	
[3] **ابو طالب**: نام عبد مناف تھا۔	[4] **ابولہب**: نام عبد العزیٰ تھا۔	
[5] **زبیر**	[6] **عبدالکعبہ**	[7] **مقوّم**
[8] **ضرار**	[9] **قثم**	[10] **مغیرہ**: ان کا لقب حجل تھا۔
[11] **غیداق**: نام مصعب تھا۔		

آپ ﷺ کی چھ پھوپھیاں تھیں:

[1] **صفیہ**: وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں اور خود بھی اسلام لائی تھیں۔	
[2] **ام حکیم البیضاء**	[3] **عاتکہ**
[4] **برّہ**	[5] **اروٰی**
[6] **امیمہ**	

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے نام یاد رکھنے کے لیے انہیں «حَجَزَ صَخْرٌ سَمْعَهُ» کے جملے میں جمع کیا گیا ہے۔

حَجَزَ:

(ح) = **حفصہ بنت عمر بن خطاب** رضی اللہ عنہا

(ج) = **جویریہ بنت حارث** رضی اللہ عنہا

(ز) = **زینب بنت جحش** رضی اللہ عنہا، اور **زینب بنت خزیمہ** رضی اللہ عنہا

صَخْرٌ:

(ص) = **صفیہ بنت حیی بن اخطب** رضی اللہ عنہا

(خ) = **خدیجہ بنت خویلد** رضی اللہ عنہا

(ر) = ام حبیبہ؛ **رملہ بنت ابی سفیان** رضی اللہ عنہما

سَمْعَهُ:

(س) = **سودہ بنت زمعہ** رضی اللہ عنہا

(م) = **میمونہ بنت حارث** رضی اللہ عنہا

(ع) = **عائشہ بنت ابی بکر** رضی اللہ عنہما

(ہ) = **ام سلمہ؛ ہند بنت ابی امیہ** رضی اللہ عنہا

[1] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی زوجہ حضرت خدیجہ بنت خویلد قرشیہ اسدیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بعثت سے پہلے نکاح کیا، اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی وفات تک ان کے ہوتے ہوئے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا، انہی سے ہوئی۔ یہی وہ عظیم خاتون تھیں جنہوں نے اعلانِ نبوت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھرپور نصرت وتائید کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد ومشقت میں شریک رہیں اور اپنی جان اور مال کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے ان کے لئے سلام بھیجا، یہ ایسی خصوصی فضیلت ہے جو ان کے سوا کسی دوسری عورت کو حاصل نہیں، وہ ہجرت سے تین سال قبل وفات پا گئیں۔

[2] حضرت سودہ رضی اللہ عنہا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے چند ہی دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ قرشیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، یہی وہ خاتون ہیں جنہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی۔

[3] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام عبد اللہ، حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا، جن کی پاکدامنی کی گواہی سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوئی، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب ترین زوجہ تھیں، نکاح سے پہلے فرشتۂ وحی نے انہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں لپٹی ہوئی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا: یہ آپ کی زوجہ ہیں۔ [ترمذي]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شوال میں نکاح کیا، اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، اور ہجرت کے پہلے سال شوال ہی میں ان سے رخصتی ہوئی، اس وقت ان کی عمر نو سال تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے علاوہ کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا، ان کے سوا کسی دوسری عورت کے بستر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

....	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں، ان کی براءت اور پاک دامنی کا اعلان آسمان سے نازل ہوا، اور امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان پر تہمت لگانے والا کافر ہے۔ وہ آپ ﷺ کی تمام ازواج بلکہ امت کی تمام عورتوں میں سب سے زیادہ فقیہ اور صاحبِ علم تھیں، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کی طرف رجوع کرتے اور ان سے مسائل دریافت کرتے تھے۔
[4] حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا:	پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ بنتِ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا، وہ اپنے پہلے شوہر حضرت خنیس بن حُذافہ سَہمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسلام لائی تھیں اور ان کے ساتھ مدینہ ہجرت بھی کی تھی۔ حضرت خنیس رضی اللہ عنہ غزوۂ اُحد کے بعد وفات پا گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔
[5] حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:	پھر آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ بن حارث قیسیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، وہ بنو ہلال بن عامر سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ سے نکاح کے دو ماہ بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا، وہ ام المساکین کے لقب سے معروف تھیں۔
[6] حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:	پھر آپ ﷺ نے ام سلمہ، ہند بنت ابی امیہ قرشیہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، ان کے والد ابو امیہ کا نام حذیفہ بن مغیرہ تھا۔ وہ آپ ﷺ کی ازواج میں سب سے آخر میں وفات پانے والی تھیں، ان کا انتقال سنہ ۶۲ ہجری میں ہوا۔
[7] حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا:	آپ ﷺ نے حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار مصطلقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، وہ بنو مصطلق کے قیدیوں میں شامل تھیں، وہ اپنی آزادی کے لئے مقررہ رقم کی ادائیگی میں مدد طلب کرنے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ ﷺ نے ان کی آزادی کی رقم ادا کر دی اور ان سے نکاح کر لیا۔
[8] حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:	پھر آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، وہ بنو اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتی تھیں اور آپ ﷺ کی پھوپھی حضرت اُمیمہ کی بیٹی تھیں، انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان نازل ہوا: ﴿فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا﴾ [الأحزاب: 37] پھر جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی (طلاق دے دی) تو ہم نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اسی بنا پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی دوسری ازواج پر فخر کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں: «تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کرایا جبکہ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے کرایا»۔ [بخاری] ان کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کا ولی تھا اور سات آسمانوں کے اوپر سے انہیں اپنے رسول ﷺ کے نکاح میں دیا۔ ان کا انتقال حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں ہوا۔

....	اس سے پہلے وہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنا لے پالک (بیٹا) بنایا تھا، پس جب زید نے انہیں طلاق دے دی تو اللہ تعالی نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا تاکہ امت کے لئے اس معاملے میں اسوہ قائم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ لے پالک کی مطلقہ زوجہ سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
[9] حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:	پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، ان کا نام رَملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب قرشیہ امویہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس وقت نکاح کیا جب وہ ہجرت کر کے سرزمینِ حبشہ میں مقیم تھیں، نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کا مہر چار سو دینار ادا کیا، پھر حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کو وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ ان کا انتقال ان کے بھائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ہوا۔
[10] حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا:	رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حُیی بن اخطب سے بھی نکاح کیا، ان کے والد بنو نضیر کے سردار تھے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی نسل سے تھیں۔ اس طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ایک نبی کی بیٹی اور ایک نبی کی زوجہ تھیں۔ وہ دنیا کی حسین ترین عورتوں میں شمار ہوتی تھیں، وہ مالِ غنیمت کے قیدیوں میں آپ ﷺ کے حصے میں آئیں، تو آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔ یوں یہ عمل بعد میں سنت بن گیا۔
[11] حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:	پھر آپ ﷺ نے حضرت میمونہ بنت الحارث الہلالیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اور وہ آپ ﷺ کی آخری زوجہ مطہرہ تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے مکہ مکرمہ میں عمرۃ القضاء کے موقع پر احرام سے حلال ہونے کے بعد نکاح کیا۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت نو ازواجِ مطہرات آپ کے نکاح میں موجود تھیں، آپ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال سنہ 20 ہجری میں ہوا، اور سب سے آخر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال سنہ 62 ہجری میں ہوا، یزید بن معاویہ کے دورِ خلافت میں۔

خاتمہ: ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب بندے کی دنیا و آخرت کی سعادت اور کامیابی نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور آپ ﷺ کی ہدایت سے وابستہ ہے، تو ہر وہ شخص جو اپنے نفس کا خیر خواہ اور اپنی نجات و سعادت کا خواہش مند ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے اسوہ، سیرت، اخلاق اور احوال سے اتنا ضرور واقف ہو جائے کہ وہ جاہلوں اور ناواقف لوگوں کی صف سے نکل کر آپ ﷺ کے پیروکاروں، آپ کی جماعت اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے والوں میں شامل ہو جائے۔ اس معاملے میں لوگوں کے مختلف درجات ہیں: کوئی اس سے تھوڑا حصہ حاصل کرتا ہے، کوئی زیادہ، اور کوئی اس نعمت سے بالکل محروم رہ جاتا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر منحصر ہے؛ وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔